کیمیا پیدا کن از مشتِ گِلے
بوسہ زن بر آستانِ کاملے
اقبالؒ

تذکرہ حضرت ایشانؒ

سوانح حیات حضرت سید خواجہ خاوند محمودؒ

المقلب بہ

حضرت ایشان صاحب نقشبندی بخاری ثم لاہوری

مؤلفہ مرتبہ

میاں اخلاق احمد ایم اے
۳۳۳ شادباغ لاہور

ت خ
۱۵۳
3571

Marfat.com

86775

~~693075~~

Marfat.com

فہرست

حضرت ایشاںؒ	۱۰	خاں دوراں خاں حاکم لاہور کی موت کا واقعہ	۲۷
ابتدائی تعلیم و حالات	۱۰	اولادِ امجاد حضرت ایشاںؒ	۲۹
سیر و سیاحت	۱۲	معاصرین حضرت ایشاںؒ	۳۱
شہنشاہِ جہانگیر کی معیت میں سفر کشمیر	۱۴	خلفاء حضرتِ ایشاںؒ	۳۵
درس و تدریس	۱۶	دو بھائیوں کی آمد	۳۶
حضرت ایشاںؒ کا مزار	۱۷	حضرت سید میر جان کابلیؒ	۳۶
تاریخ وفات حضرتِ ایشاںؒ	۲۰	حضرت سید سد محمودؒ	۳۸
اخلاق و عادات حضرت ایشاںؒ	۲۱	دو بھائیوں کی تاریخ وفات	۳۹
خوارق و کراماتؒ	۲۲	تولیت و نگرانی مزار حضرت ایشاںؒ	۴۰

حضرت ایشاں کا مزار محکمہ اوقاف کی تحویل میں ۴۱

دیگر اکابر نقشبندیہ معاصرین حضرت ایشانؒ ۴۲

پیشوائے سلسلۂ نقشبندیہ اور حضرت ایشانؒ ۵۸

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۰ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

تعارف

سلسلۂ نقشبندیہ مختلف واسطوں سے گزرتا ہوا حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ اوّل تک منتہی ہوتا ہے۔ اس سلسلۂ کے مورث اعلیٰ حضرت سیدنا بہاؤ الدین نقشبند المتوفی ۷۹۱ھ ہیں۔ آپ حضرت خواجہ سید میر کلال رحؒ المتوفی ۷۷۲ھ کے نامور مرید خلیفہ ہیں۔ اپنے مرشد کے علاوہ ترکستان کے دیگر مشائخ کبار سے بھی اکتساب فیض کیا تھا۔ اپنے معاصرین میں اپنے علمی تبحر اور روحانی فضل و کمال کے باعث امتیازی درجہ رکھتے تھے۔ مذہباً حنفی تھے۔ فقہی مسائل میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کے مقلّد تھے۔ اس لئے اس سلسلے کے اکثر و بیشتر مشائخ و صلحا حنفی المذہب گزرے ہیں۔ آپ کے حلقہ تربیت سے مشاہیر صوفیا فیض یاب ہو کر نکلے۔ جنہوں نے اپنے ظاہری و باطنی کمالات سے تمام ممالک اسلامیہ میں دین اسلام کی بیش بہا خدمات سرانجام دیں۔ سرزمین پاک و ہند میں سلسلۂ نقشبندیہ کا آغاز حضرت خواجہ محمد باقی المشہور خواجہ باقی بلا کابلی ثمہ دہلوی المتوفی ۱۰۱۲ھ سے ہوا۔ آپ علوم قرآن و تفسیر و حدیث و فقہ کے عالم اور خواجہ محمد امکنگی المتوفی ۱۰۰۸ھ کے مرید و خلیفہ تھے عہد اکبری میں ہندوستان آئے کچھ عرصہ لاہور میں

Marfat.com

بھی سکونت پذیر رہے۔ آپ نے اکبر بادشاہ کے غلط مذہبی رجحانات کی اصلاح کی طرف جو قدم اٹھایا تھا۔ وہ آپ کے زبردست نامور خلیفہ و مرید حضرت شیخ احمد مجدّد الف ثانی فاروقی کابلی سرہندی کے ہاتھوں تکمیل کو پہنچا۔ اور حضرت مجدّد الف ثانی کے ذریعے سلسلہ نقشبندیہ نے ہندوستان میں بڑا فروغ پایا۔ جس طرح اشاعت دین۔ تجدید و اصلاح۔ دفع بدعت اعلاء کلمۃ الحق کے باعث آپ تاریخ تصوّف میں ایک خاص مقام رکھتے ہیں اس طرح دیگر بزرگانِ نقشبندیہ نے بھی بے نظیر و بے مثال خدماتِ اسلام سرانجام دی ہیں۔ اِن اکابر کے کارنامے کیا علمی کیا روحانی۔ اپنے اندر ایک شدید جذب و کشش رکھتے ہیں۔ چنانچہ ان ہی اکابر میں سے حضرت سیّد خواجہ خاوند محمود المشہور حضرت ایشاں اِس سلسلہ کی ایک اہم شخصیت ہیں۔ جو اپنی بے لوث اور مخلصانہ خدمتِ دین کے باعث معاصرین میں ایک الگ مقام رکھتے ہیں۔ آپ نے مختلف ممالک اسلامیہ کی سیر و سیاحت کرتے ہوئے بخارا سے شہنشاہ اکبر کے عہدِ آخیر میں واردِ ہندوستان ہوئے۔ کچھ عرصہ دہلی۔ آگرہ قیام رہا۔ پھر شاہ جہان کے عہد میں مستقل طور پر لاہور میں سکونت پذیر ہو گئے اور تادم زیست درس و تدریس ارشاد و ہدایات ترویج کتاب و سنت اور دفع بدعت میں کوشاں رہے۔ آپ کے حلقہ درس و ہدایت سے عوام و خواص نے اخذِ فیض کیا۔ اور آپ کے خلفاء نے

Marfat.com

دور دراز ممالک اسلامیہ میں اشاعتِ دین کی گراں بہا خدمات سرانجام دیں اور سلسلہ نقشبندیہ کو فروغ دیا۔ اس وقت کے مادی دور میں بھی ان بزرگوں کے علمی و روحانی فیوض و برکات ہماری دینی و دنیوی ترقی کے لئے مشعلِ راہ ہیں۔ اس ضمن میں اس چیز کا اظہار بھی مناسب ہوگا کہ اولیاء اللہ کی سوانح حیات کے ساتھ ساتھ ان کے خوارق و کرامات کا ذکر بھی بڑی آب و تاب کے ساتھ بیان ہوا ہے۔ اس لئے ضمناً حضرت ایشانؒ کی چند کرامات کا بھی ذکر کر دیا ہے جنہوں نے لاکھوں بندگان خدا کو راہ ہدایت دکھائی اور دورِ اکبری کی بدعتوں کو ختم کرانے میں نمایاں کردار ادا کیا۔ مگر اس امر میں یہ بات بھی ملحوظ خاطر رہے کہ اکابر۔ علماء و صلحاء و صوفیاء نے اس کو شرطِ ولائت تسلیم نہیں کیا ہے "کرامات الاولیاء حق" اپنی جگہ پر بالکل بجا درست مگر اس کے ساتھ یہ حقیقت بھی نظر انداز نہیں کی جا سکتی بے شمار علماء و صوفیاء و صلحاء ہو گزرے ہیں کہ جن سے کرامات سرزد نہیں ہوئی۔ با ایں ہمہ وہ بزرگ علم و عرفان میں درجہ بلند اور مقاماتِ ارجمند رکھتے تھے۔ اولیاء اللہ کی سب سے بڑی کرامات ان کا اتباعِ کتاب و سنت ہے جس سے وہ سرمو انحراف نہیں کرتے۔ کیونکہ سلوک و عرفان میں "الاستقامت فوق الکرامت" ایک امر مسلمہ ہے۔ یعنی دین پر استقامت کرامات سے بڑھ کر ہے۔ اس لئے کہ دین پر مستقیم ہونے سے اللہ کی رضا جوئی حاصل ہوتی ہے۔ اور سالک

Marfat.com

کے لئے قرب و ولائیت کا سبب بنتی ہے۔ درحقیقت یہ چیزیں شریعت پہ پُرخلوص پابندی کا ثمرہ ہیں۔ ایزد تعالیٰ ہمیں ان بزرگوں کے نقشِ قدم پہ چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثمہ آمین۔

احقر العباد

اخلاق احمد

اس تذکرہ کی تدوین و تالیف میں درج ذیل کتب کو پیشِ نظر رکھا گیا ہے

(۱) خزینۃ الاصفیاء

(۲) گنج تاریخ

(۳) مدینۃ الاولیا — از حضرت مولانا مفتی غلام سرور لاہوری

(۴) حدیقۃ اولیاء

(۵) تاریخ مخزنِ پنجاب

(۶) تاریخ لاہور

(۷) تاریخ پنجاب — از رائے بہادر کنیا لال

(۸) تاریخ لاہور — اردو، انگریزی از سید عبداللطیف جج لاہوری

(۹) تذکرہ علماء والمشائخ — از منشی محمد دین فوق

(۱۰) نقوش لاہور نمبر ۱۹۶۲ء

(۱۱) اولیائے لاہور — از محمد لطیف ملک ایم۔ اے

Marfat.com

(۱۲) بزرگان لاہور — از مولانا پیر غلام دستگیر نامی

(۱۳) کتاب رضوانی — از خواجہ خاوند معین الدین

(۱۴) تحقیقات چشتی

(۱۵) ماثر الامراء جلد اول

(۱۶) حضرت ایشانؒ مرتبہ ایم طفیل ایم - اے از محکمہ اوقاف مغربی پاکستان لاہور

Marfat.com

انتساب

میں اپنی اس ناچیز تالیف کو اپنے نانا جناب میاں جلال الدین صاحب کاچھو مرحوم و مغفور کے نام سے انتساب کرتا ہوں جو حضرت سیّدالسادات حضرت سید میر جانؒ کابلی۔ نقشبندی۔ قادری۔ چشتی سہروردی مداری۔ کبردی، قلندری۔ مجدّدی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے عقیدت مندوں میں سے تھے۔ یہ انہی کی تعلیم و تربیت کا اثر ہے جس کا فیضان آج تک جاری ہے۔

اخلاق احمد

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت خواجہ خاوند محمود المعروف حضرت ایشاں صاحبؒ

آپ کا اصل نام خواجہ خاوند محمود حضرت ایشاں یا حضرت آں شاں لقب ـــــــ والد کا نام سید شریف بن خواجہ ضیاء تھا۔ جو حضرت خواجہ سید علاؤالدین عطارؒ[1] کی اولاد امجاد سے تھے

ابتدائی تعلیم و حالات :۔

اصل وطن بخارا تھا۔ ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے والد ماجد کے سایہ میں پائی۔ پھر بخارا کے مدرسہ سلطانیہ میں داخل ہو کر علوم متداولہ کی تحصیل کی۔ پھر راہِ سلوک میں قدم رکھا اور حضرت خواجہ ابو اسحاق سفید کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے اور خدمتِ مرشد میں رہ کر تکمیل سلوک کی

---

[1] نام محمد بن محمد البخاری ہے۔ آپنے زمانے کے جید صوفیا و صلحا و علما سے تھے۔ آپ کے آباؤ اجداد خوارزم کے سادات عظام سے تھے حضرت خواجہ بزرگ سید بہاؤالدین نقشبند کے نامور مرید و خلیفہ اعظم تھے۔ حضرت خواجہ بزرگ فرمایا کرتے تھے کہ علاؤالدین عطار نے ہمارا کام بہت ہلکا اور آسان کر دیا ہے۔ آپ نے اپنی زندگی میں ہی اپنے مریدوں کی تعلیم و تربیت ان کے سپرد کر دی تھی۔ ۸۰۲ھ میں وفات پائی۔ مزار بموضع جغانیاں میں ہے جو آپ کا مولد و مسکن بھی تھا۔

Marfat.com

اور خرقہ خلافت و حکم ارشاد سے سرفراز ہوئے۔ اِس کے علاوہ حضرت خواجہ بزرگ سیّد بہاؤ الدین نقشبند[۲] سے بھی نسبتِ اویسیہ رکھتے تھے۔ اویسی اصطلاح تصوف میں اُسے کہتے ہیں جس نے کسی بزرگ کی وفات کے بعد اس کی روح سے فیض حاصل کیا ہو۔

اوائل عمر ہی میں آپ اپنے علم و فضل زہد و تقویٰ اتباع قرآن و سنت اور دفع بدعت کے باعث مشہور زمانہ ہو گئے تھے۔ ان خصائل پسندیدہ اور اوصاف حمیدہ نے آپ کو مرجع خلائق بنا دیا تھا۔ خواص و عوام سر آنکھوں

۲؎ نام محمد بن سید محمد بخاری لقب نقشبند۔ ۷۱۸ھ میں قصر عارفاں میں جو بخارا کا ایک معروف قصبہ ہے پیدا ہوئے۔ اپنے عہد کے بے مثال عابد و زاہد بے نظیر صوفی اور باکمال عالم تھے۔ سلسلہ نسب جناب امام جعفر صادق امام ہشتم اثنا عشریہ تک منتہی ہوتا ہے۔ میر سیّد کلال المتوفی ۷۷۲ھ کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ سلسلہ نقشبندیہ کے مورث اعلیٰ ہیں۔ محنت و مشقت سے رزق حلال حاصل کرتے تھے چنانچہ "رسالہ بہائیہ" میں جو آپ کے حالات میں لکھا گیا ہے۔ اس میں مرقوم ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں اور میرے والدین کمخواب کے بننے اور اس پر نقش و نگار بنانے کا کام کرتے تھے۔ اس لئے نقشبند مشہور ہوئے حنفی المذہب اور امام ابوحنیفہ کے مقلد تھے۔ اس لئے آپ اس سلسلہ کے اکثر و بیشتر صوفیا و علماء حنفی المذہب ہوئے ہیں۔ آپ کے حلقہ تربیت سے اکابر و مشاہیر مشائخ فیض یاب ہو کر نکلے ہیں ۷۹۱ھ میں وفات پائی مزار قصرِ عارفاں میں بخارا کے قریب زیارت گاہِ خلق ہے۔

Marfat.com

پڑھاتے تھے۔ چنانچہ حاکم بخارا عبداللہ خاں اور اس کا بیٹا عبدالمومن حاضر خدمت ہوکر پند و نصائح سے سعادت حاصل کرتے تھے۔ اس فضل و کمال کے ساتھ آپ کو سیر و سیاحت کا بھی بے حد ذوق و شوق تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کا یہ اشتیاق بھی پورا کر دیا۔ عبداللہ خاں حاکم بخارا کی وفات کے بعد جب اُس کا بیٹا عبدالمومن حاکم بخارا ہوا تو آپ بہ ارشادِ ربانی کابل کی طرف روانہ ہوئے۔

سیر و سیاحت:۔ پہلے شہر ذخش میں جو ختلان کا مشہور شہر ہے تشریف لائے کچھ عرصہ یہاں قیام فرمایا۔ پھر بلخ۔ سمرقند۔ ہرات و قندھار سے ہوتے ہوئے کابل پہنچے۔ حاکم کابل و اہلِ شہر بہائت عزت و تکریم سے پیش آئے۔ دو سال یہاں قیام رہا۔ ایک خلقِ کثیر نے آپ سے اکتسابِ فیض کیا۔ حاکم کابل آپ کے حلقۂ ارادت میں شامل ہوا۔ یہاں سے آپ نے اپنے خلفاء ایران اور عراق و حجاز کی طرف روانہ کئے۔ پھر آپ کشمیر تشریف لائے اور نواب عبدالرحمٰن کے ہاں قیام پذیر ہوئے۔ نواب موصوف کا والد آپ کا مرید و خلیفہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑی قبولیت عطا فرمائی بیشمار افراد آپ کے حلقہ ارادت و عقیدت میں شامل ہوئے۔ اہلِ بدعت و ضلالت کی ایک جماعت کثیر آپ کے دستِ حق پر تائب ہوکر شریک زمرہ اہلِ سنت ہوئی۔ آپ نے یہاں مدرسہ و خانقاہ تعمیر فرمائی درس و تدریس

Marfat.com

اور وعظ و ہدائت کا سلسلہ شروع کیا۔ دُور دُور سے طالبانِ علم و ہدائیت خانقاہ اور دینی دنیوی فیوض و برکات سے مالا مال ہوکر جاتے اِس وقت یوسف[1] شاہ بن علی شاہ قوم چک حاکمِ کشمیر تھا۔ اور مذہباً شعیہ تھا۔ اسے آپکا یہ فروغ ایک آنکھ نہ بھایا۔ رونق خانقاہ اور اجتماعِ کثیر سے خائف ہوکر آپ کو کشمیر سے نکل جانے کا حکم دیا۔ آپ نے ایک ماہ کی مہلت چاہی اور ابھی پندرہ روز ہی گذرے تھے کہ اکبری فوج نے آکر کشمیر پر قبضہ کر لیا۔

---

[1] غازی چک کی اولاد سے تھا۔ غازی چک اپنے پہلے حکمران خاندان کے آخری حاکم نازک شاہ بن فتح شاہ المونی ۹۵۷ھ کی وفات کے لعبد کشمیر پر قابض ہوگیا تھا جو میر شاہ المخاطب بہ شمس الدین المتوفی ۷۸۲ھ کی اولاد سے تھا۔ میر شاہ حاکم کشمیر راجہ رنجبس دیو کا وزیر تھا۔ اور راجہ کی وفات کے لبد سلطنتِ کشمیر پر قابض ہوگیا تھا۔ نازک شاہ بن فتح شاہ سخت نالائق و نااہل اور عیاش حکمران تھا۔ اور مذہباً شعیہ تھا۔ اور کشمیر میں شعیّت پھیلانے کی کوشش کرتا رہا۔ اس خاندان کا پہلا شیعہ حاکم شاہ حسن بن حیدر شاہ تھا۔ اِس کے عہد میں نور بخش عراقی جس کو اہل عراق مہدی آخر زمان سمجھتے تھے۔ اُس کا ایک مرید شمس الدین سلطان مرزا حاکمِ خراسان کی ایما پر کشمیر آیا۔ اور شعیّت کی تبلیغ شروع کی اس تبلیغی کوششوں سے یہاں شعیّت کو فروغ حاصل ہوا جس نے آگے چل کر شعیہ سنی تنازعات کی صورت اختیار کر لی۔ جب حکومت چک خاندان میں منتقل ہوئی تو اس خاندان نے بھی شعیّت کو فروغ دینے کی بے حد کوشش کی جبر و تشدّد سے بھی کام لیا۔ اِس چیز نے نظامِ سلطنت کو بالکل ابتر کر دیا۔ اِس خاندان کی شر پر اکابر سنی علمأ

Marfat.com

صلحاء شہید کر دیئے گئے۔ ان حالات کے پیش نظر ۹۹۰ھ میں ایک وفد جس میں اہلسنت کے علماء اور کشمیر کے صاحب اثر و رسوخ شامل تھے۔ اکبر کے پاس آیا اور تمام حالات واقعات تفصیل کے ساتھ بیان کئے۔ چنانچہ اکبر نے کشمیر اسی سال فتح کر کے اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔

شہنشاہ جہانگیر کی معیت میں سفرِ کشمیر

چند سال کے بعد جب شہنشاہ جہانگیر کشمیر گیا تو آپ کو فرطِ عقیدت کے باعث اپنے ہمراہ ہندوستان چلنے کی درخواست کی جو آپ نے قبول فرمائی اور مدرسہ و خانقاہ کا اہتمام اپنے فرزندوں کے سپرد کر کے جہانگیر کے ساتھ ہندوستان آ گئے۔ دہلی۔ آگرہ اور لاہور کافی عرصہ قیام رہا۔ عوام و خواص نے آپ کے علمی و روحانی فیوض و برکات سے حصّہ وافر حاصل کیا۔ اس دوران میں آپ کو دو تین مرتبہ کشمیر جانے کا اتفاق ہوا۔ ایک دفعہ آپ کشمیر تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ شہنشاہ جہانگیر بھی وہیں تھا کہ وہ انتقال کر گیا۔ چنانچہ آپ اس کی لاش کے ہمراہ ہندوستان آ گئے۔

چند روز لاہور قیام فرمایا۔ پھر دہلی چلے گئے۔ عہد شاہ جہان میں آپ ایک مرتبہ کشمیر آئے ہوئے تھے کہ اتفاقاً یہاں شیعہ سنی فساد ہو گیا۔ مظفر خاں حاکم کشمیر نے قاضی ابوالقاسم اور قاضی محمد عارف کی عدالت میں مقدمہ پیش کیا تحقیقِ حال پر شیعوں کی زیادتی ثابت ہوئی۔ مگر دونوں اصحاب نے اہل تشیع کی سزا میں توقف کیا۔ اس پر اہلسنت نے احتجاج کیا۔ حضرت خواجہ نے

Marfat.com

ناظم کشمیر کو سخت الفاظ میں خط لکھ کر سرزنش کی اظہارِ ناراضگی فرمایا۔ اور انہیں اس تغافل شعاری کے نتائج و عواقب سے آگاہ کیا۔ ناظم کشمیر نے حضرت خواجہ کی اس تنبیہہ پر مجرموں کو سزا دی اور تمام حالات و واقعات سے شاہجہاں کو مطلع کیا۔ اس پر بادشاہ نے آپ کو لکھا کہ آپ ہندوستان تشریف لے آئیں اور لاہور میں قیام پذیر ہو جائیں۔ چنانچہ آپ مصلحتِ وقت کے پیش نظر مدرسہ و خانقاہ کو اپنے فرزند ارجمند خواجہ معین الدین کی نگرانی میں دے کر لاہور تشریف لے آئے۔ شاہجہاں نے ایک لاکھ اشرفی بطور نذرانہ حضرت خواجہ کی خدمت میں ارسال کی۔ جسے آپ نے واپس کر دیا۔ شاہ جہاں نے دوبارہ آصف جاہ[1] کو نذرانہ کے ساتھ حضرت کی خدمت میں بھیجا۔ اور اظہار اخلاص و عقیدت ظاہر کیا۔ آپ نے قبول فرما کر کچھ روپیہ یہاں کے مدرسہ و خانقاہوں کے لئے رکھ لیا۔ کچھ کشمیر کی خانقاہ و مدرسہ کے لئے بھیج دیا۔ اور باقی ماندہ رقم اہل حاجت مندوں میں تقسیم کر دی۔ مدرسہ و خانقاہ کے ساتھ آپ نے اپنا موجودہ روضہ اور اس کے ساتھ باغیچہ بھی بنوایا تھا۔ تعمیر کی نگرانی

---

[1] نواب آصف جاہ ابوالحسن طہرانی بن غیاث بیگ خاں، نور جہاں بیگم زوجہ شہنشاہ جہانگیر کا حقیقی بھائی تھا۔ شہنشاہ جہانگیر کے عہد میں اپنے تدبر و حسن لیاقت کے باعث مرتبہ وزارت تک پہنچا تھا۔ شاہ جہاں نے اسی کی کوشش سے سلطنت حاصل کی تھی ۱۰۵۱ھ میں وفات پائی۔ مقبرہ لاہور میں شہنشاہ جہانگیر کے مقبرے کے پاس موضع شاہدرہ میں واقع ہے۔

Marfat.com

نواب سعد اللہ[1] خاں اور نواب وزیر[2] خاں کی تھی جو آپ کے ساتھ والہانہ عقیدت وارادت رکھتے تھے۔

درس و تدریس :۔ جمعہ کے روز آپ وعظ فرمایا کرتے تھے۔ اس روز لاہور کے علماء و فضلاء و صلحا شریک وعظ ہو کر آپ کے ارشاداتِ گرامی سے مستفیض ہوتے تھے۔ لاہور میں ۹ سال تک آپ کا فیضان جاری رہا۔ ایک خلق کثیر نے آپ سے علمی و روحانی فیض حاصل کیا۔

۱۔ اصل وطن چنیوٹ تھا۔ علامہ کمال کاشمیری المتوفی ۱۰۱۷ھ کے نامور شاگرد اور حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی سرہندی کے ہم سبق تھے اپنے عہد کے عالم و فاضل لائق و فائق مدبر و ہوشیار سیاستدان تھے۔ پہلے مولوی خاں صدر الصدور کی ملازمت میں تھے پھر اپنے ذاتی فضل و کمال کے باعث مرتبہ وزارت کو پہنچے۔ تعمیرات کا شوق تھا۔ چنانچہ لاہور میں ایک عالیشان حویلی تعمیر کی جو بعد میں ان کے بیٹے نواب میاں خاں کے نام سے حویلی میاں خاں مشہور رہوئی۔ اس وسیع و عریض حویلی میں شہر لاہور کا اب ایک محلہ آباد ہے۔ ان کی دوسری یادگار چنیوٹ کی جامع مسجد ہے جو سنگِ سیاہ سے تعمیر کرائی تھی۔ ۱۰۵۶ھ میں وفات پائی

۲۔ نام حکیم شیخ علم الدین انصاری تھا۔ یہ بھی چنیوٹ کے رہنے والے تھے۔ پیشہ طبابت تھا تنگیٔ معاش کے باعث وطن سے نکلے دہلی پہنچے قسمت نے یاوری کی دربار شاہجہاں تک رسائی پائی پہلے طبیب شاہی مقرر ہوئے پھر اپنے ذاتی فضل و کمال کے باعث عہدہ وزارت

Marfat.com

پر فائز ہوئے۔ لاہور کے صوبیدار بھی رہے۔ شاہ جہاں کو سلطنت دلانے میں ان کا بڑا اثر و رسوخ تھا۔ تعمیرات کا بھی شوق تھا چنانچہ لاہور میں جامع مسجد وزیر خانؒ آپ کی غیر فانی یادگار ہے۔ جو اندرون شہر دہلی دروازہ میں واقع ہے۔

بارہ شعبان ۱۰۵۲ھ میں بہ عہد شاہجہاں وفات پائی۔ اپنے تعمیر کردہ روضے میں مدفون ہوئے۔ آپ نے اکبر، جہانگیر اور شاہجہان تین مغل تاجداروں کا عہد دیکھا اور بڑی طویل عمر پائی۔ اس وقت شاہجہان لاہور میں تھا۔ میران سید جلال دین صدر الصدور کو اپنی طرف سے تجہیز و تکفین میں شامل ہونے کے لئے بھیجا۔

حضرت ایشانؒ کا مزار :۔ یہ مزار بیگم پورہ[1] میں زیارت گاہ خلق ہے۔ اسلامی عملداری تک تو آپ کا روضہ بشان و شوکت قائم رہا نواب سعد اللہ خاں نے مزار پر گنبد تعمیر کروایا۔ نواب یحییٰ خاں نے تاحیات آپکے

[1] بیگم پورہ:۔ موضع بیگم پورہ نواب خواجہ عبدالرحیم عبدالصمد کی زوجہ بیگم جان نے آباد کیا تھا۔ اس لئے بیگم پورہ کے نام سے مشہور ہوا۔ نواب موصوف محمد معظم بہادر شاہ عالم اوّل بن اورنگ زیب عالمگیر کے عہد میں ۱۱۲۱ھ میں بجا ساسے حضرت ایشانؒ کے مزار کی زیارت کے لئے لاہور تشریف لائے تھے۔ علم و فضل کے ساتھ صاحب سیف بھی تھے کچھ عرصہ لاہور ٹھہر کر دہلی گئے بادشاہ نے ازراہ قدر دانی افواج پنجاب کا سپہ سالار بنا دیا ۱۱۲۸ھ میں فرخ سیر کے عہد میں بندہ بیراگی کو جس نے سکھوں کو اپنے ساتھ ملا کر پنجاب میں قتل و غارت

Marfat.com

کا بازار گرم کیا ہوا تھا۔ گرفتار کر کے دہلی پہنچا دیا۔ بادشاہ نے خوش ہو کر دلیر جنگ سیف الدولہ کا خطاب دے کر لاہور کا ناظم مقرر کر دیا۔ آپ بہترین جرنیل اور اعلیٰ درجے کے مدبر و سیاستدان تھے سکھوں کی شورشوں کو اپنے حسنِ تدبر سے دبائے رکھا۔ کچھ عرصہ ناظم کشمیر و ملتان بھی رہے ۱۱۸۷ھ میں ملتان میں وفات پائی مگر مدفون بیگم پورہ لاہور میں ہوئے۔ آپ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار نقشبندی المتوفی ۸۹۵ھ کی اولاد امجاد سے تھے۔ اس لحاظ سے انہیں حضرت ایشاں سے نسبتی تعلق تھا۔ اور مزار پر تشریف لائے۔

ع۲ (صفحہ ۱۱) نواب ذکریا خاں خلف نواب عبدالصمد ناظم لاہور کے فرزند تھے۔

روضے کی پوری طرح نگرانی کرتے رہے اور روضہ کے پاس آپ نے ایک عالیشان مسجد بنوائی نیز ایک عمارت تسبیح خانہ کے نام سے بھی تعمیر کروائی جس میں فاتحہ خوانی و ختم خواجگان ہوا کرتا تھا۔ اور ہر آٹھویں دن فقراء اور خدام خانقاہ کو کھانا اور نقدی تقسیم کرتے۔ مقررہ روز اہل لاہور کے علماء صلحاء جمع ہوتے۔ مجلسِ وعظ و ہدایت منعقد ہوتی اور حضرت ایشاںؒ کی تعلیمات سے لوگوں کو روشناس کرایا جاتا۔

تسبیح خانہ ذکر و فکر کرنے والوں سے اور مسجد نمازیوں سے معمور رہتی مگر سکھوں کے عہد میں روضہ اور ارد گرد کی عمارات کو سخت نقصان پہنچا۔ چنانچہ رنجیت سنگھ کے عہد میں سردار گلاب سنگھ بھنڈیہ نے چھاؤنی بنالی۔ خانقاہ کی چاردیواری گرادی۔ باغ اجڑ گیا مسجد کے صحن کی اینٹیں اور قبریں

Marfat.com

کی اینٹیں خشت فروش نکال کر لے گئے۔ روضہ میں جرنیل گلاب سنگھ نے بارُوت بھر دی۔ مزار کا سنگِ مرمر اتار لیا گیا سکھی عہد تک مزار میں بارُوت بھری رہی۔ ایک قفل لگا رہا۔ انگریزی عہد میں بارُود ت روضہ سے نکلوا کر دریائے راوی میں پھینکوا دی اور روضہ خالی کر دیا۔ بعد ازاں خواجہ احد کشمیری جو حضرت ایشاں کی اولادِ امجاد سے تھے۔ کشمیر سے لاہور تشریف لائے اور سر ہنری لارنس کی ریذیڈنسی میں اس مقبرہ پر قبضہ کر لیا۔ اور کافی روپیہ خرچ کر کے مزارات کی مرمت کروائی۔ مسجد و مزار کی تولیت محمد بخش صحاف لاہوری کے سپرد کر کے آپ واپس کشمیر چلے گئے۔ مگر اس کوشش سے کوئی مفید نتائج برآمد نہ ہوئے۔ پھر محکمہ تعمیراتِ عامہ نے مسجد اور روضہ کی مرمت رائے بہادر کنہیہ لال ایگزیکٹیو انجینئر کی نگرانی میں کرائی۔ منشی محمد دین فوقؔ لکھتے ہیں کہ سید سید محمودؒ آغا متولی کی تحریک سے انگریزی عہد میں مسلمانانِ لاہور نے اس کی واگذاری کیلئے کوشش کی چنانچہ ایک مدت کے بعد ۲ر مئی ۱۸۹۰ئہ کو ٹاؤن ہال لاہور میں ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں مسٹر ڈوئی سابق کمشنر نے اعلان کیا۔ کہ خانقاہ حضرت ایشاںؒ جو محکمہ نزول میں مدت سے چلی آ رہی تھی۔ گورنمنٹ نے ۱۴ ر گھماؤں اراضی سمیت مسلمانان پنجاب کے حوالے کر دی۔ اس پر خان بہادر محمد برکت علی خاں اور دیگر اکابر شہر لاہور و روسا باغبانپورہ نے گورنمنٹ کا شکریہ ادا کیا۔ پھر ۱۹۰۰ئہ میں حضرت سید سیّد محمودؒ آغا المتوفی ۱۲ ر ذوالحجہ ۱۲۹۹ھ / ۱۸۸۲ء

Marfat.com

کے برادر اکبر سیّد میرؔ جان شاہ نے مسجد اور روضہ کی دیواروں کو مرمت کروایا
یہ دونوں بزرگ حضرت ایشاںؒ کے مزار کے مشرقی پہلو میں مدفون ہیں۔
جنوب کی طرف روضہ کے اندر حضرت ایشاںؒ کے متعلقین کی قبریں ہیں۔
دروازہ کلاں کے دونوں جانب امرائے کابل و عقیدت مندوں کی قبریں ہیں
جن میں بابا میاں محمد باورچی، مولوی حاکم علی پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور اور
میاں جلال دین مہر محمد دین کاچھو۔ میاں کریم بخش۔ منشی الہ بخش۔ بابا غلام محمد
متولی خانقاہ و میاں عبدالرشید متولی خانقاہ مدفن ہیں۔ مزار کے جنوب کی طرف
مولوی حاجی فیروز الدین المشہور فیروز سنز کا قبرستان ہے۔

تاریخ وفات حضرت ایشاںؒ:۔

قطعات تاریخ وفات از حضرت مولانا مفتی غلام سرور لاہوری

بحمد اللہ کہ در جنت مکاں کرد | ولیٔ بے ریا خاوند محمود
بسرور گفت رضواں ارتحالش | کہ قطب الاصفیا خاوند محمود ۱۰۵۲

چو شد زیر زمیں افسوس افسوس | ز دنیا آفتاب عشق محمود
وصالش منبع فیض است سرور ۱۰۵۲ | دوبارہ آفتاب عشق محمود ۱۰۵۲

ز دنیا شد بجنت حمد گویاں | چوں آگاہ قطب وقت محمود
ولی جا منبع فیض است سالش ۱۰۵۲ | دوبارہ شاہ قطب الوقت محمود ۱۰۵۲

Marfat.com

اخلاق و عادات حضرت ایشانؒ :-

مولانا مفتی غلام سرور لاہوری۔ خزینۃ الاصفیا۔ گنج تاریخ اور حدیقۃ الاولیاء میں رقمطراز ہیں۔ آپ مادر زاد ولی۔ قطب الارشاد۔ صاحب حال و قال۔ مستجاب الدعوات۔ جامع کمالاتِ ظاہری باطنی۔ مظہر جمال صوری و معنوی اور صاحب خوارق و کرامت و کشف صحیح تھے۔ زہد و تقویٰ۔ عبادت و ریاضت اور علم و عمل میں اپنی نظیر آپ تھے۔ تمام عمر ترویج کتاب و سنت اور دفع بدعت و الحاد میں مصروف رہے۔ آپ کے حلقہ تربیت سے بڑے بڑے علماء اور صلحاء فیض یاب ہو کر نکلے۔ جنہوں نے سرزمین پاک و ہند اور خطۂ کشمیر کے علاوہ تمام بلادِ اسلامیہ میں اپنے علمی و روحانی فیوض و برکات سے ایک خلقِ کثیر کو مستفید کیا۔ آپ کی خانقاہ قال اللہ و قال الرسول کے ذکر سے معمور رہتی تھی۔ قوالی و سماع کا رواج نہ تھا۔ حضرت شیخ محمد میرؒ المعروف بہ میاں میرؒ قدس سرہٗ آپ کے ہم اثر تھے۔ اکثر مسائل شریعت و طریقت میں آپ کے ساتھ مراسلت رہتی تھی۔ جو شخص وحدۃ الوجود یعنی "ہمہ اوست" کا قائل ہوتا۔ اس کی سخت سرزنش کرتے تھے۔ اس مسلک میں وہ حضرت مجدد الفؒ ثانی سرہندی کے ہم مشرب و ہم نوا تھے۔ "ہمہ از اوست" کے قائل تھے حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات میں اکثر مقامات پہ عقیدہ

Marfat.com

"ہمہ اوست" کے خلاف اظہارِ رائے فرمایا ہے۔

خوارق و کرامات

منکرِ اولیاء کو سزا:۔ ایک دفعہ آپ کو بخارا سے وخش آنے کا اتفاق ہوا۔ اور ایک دن باقی بیگ حاکم وخش کی مجلس میں جانا ہوا۔ وہ سخت مزاج اور منکرِ اولیاء اللہ تھا۔ حضرت کو دیکھ کر کہنے لگا کہ یہ لوگ جو خواجہ زادہ کہلاتے ہیں درحقیقت لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ اِن کے کان ناک کاٹ کر تشہیر کرنا چاہیئے میں باقی بیگ نہیں اگر ایسا نہ کروں۔ آپ نے سن کر فرمایا مجھے امید ہے کہ ایک دن ایسا آئے گا۔ کہ تیرے ناک کان کاٹے جائیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ عبد اللہ خاں شاہ بخارا کا میر شکار اپنے شکاری جانور لے کر وخش آیا۔ اس سے کچھ ایسی خطاء سرزد ہوئی کہ باقی بیگ نے اُسے پٹوایا۔ اور شہر وخش سے نکلوا دیا۔ اِس نے آکر عبد اللہ خاں شاہ بخارا سے شکائیت کی کہ حاکم وخش نے مجھے بے گناہ پٹوایا ہے۔ اور بادشاہ کے خاص شکاری باز کو بھی مار ڈالا ہے۔ بادشاہ نے باقی بیگ کو پکڑ بلوایا۔ اور حکم دیا کہ اس کے دونوں کان اور ناک کاٹ دیئے جائیں چنانچہ وہ کاٹ ڈالے گئے۔

نزولِ بارانِ رحمت:۔ ایک مرتبہ آپ کشمیر سے روستاق تشریف لے جا رہے تھے۔ ماہِ رمضان تھا۔ موسم سخت گرم تھا۔ ہمراہیوں کو بے حد تکلیف ہوئی گرمی اور پیاس سے جان لبوں پہ آگئی

Marfat.com

"نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن" آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور دعائے بارش کی التجاء کی۔ آپ نے دُعا فرمائی اسی وقت بادل نمودار ہوئے بارش ہونے لگی۔ ہوا سرد ہوگئی۔ غروب آفتاب تک آسمان پر ابر چھایا رہا حتیٰ کہ آپ اپنے ہمراہیوں سمیت منزل پر پہنچ گئے۔

شرف بیگ کی موت وحیات اور صحت یابی:۔

ایک شخص مسمی شرف بیگ آپ کے عقیدت مندوں سے تھا۔ اُسے کسی کام کیلئے کابل جانے کا اتفاق ہوا۔ آپ نے اُسے ایک کام کرنے کا حکم دیا تھا جس سے اس نے غفلت کی۔ اس کی اس بے پرواہی پر حضرت خواجہ رنجیدہ خاطر ہوئے۔ جس کے نتیجہ پر وہ مرض تپ میں مبتلا ہوگیا۔ تین مہینے گذر گئے۔ علاج کے باوجود صحت یاب نہ ہوا۔ آخر اس کا بھائی عوض بیگ اُسے لے کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور دعائے صحت کی درخواست کی۔ آپ نے تکبیر کہی اور فرمایا اگر خدا نے چاہا تو شفا ہو جائیگی حاضرین مجلس نے سمجھا کہ آپ نے دعائے صحت نہیں فرمائی۔ اس کا گھر آپ کی خانقاہ کے قریب ہی تھا۔ رات کو اس کے گھر سے رونے کی آواز آئی کہ وہ مرگیا ہے اسی اثناء اس کا بھائی عوض بیگ حاضر خدمت ہو کر قدموں پر گر پڑا اور عرض کیا کہ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند مردے زندہ کرتے تھے۔ میں بھی امیدوار ہوں کہ میرا بھائی زندہ ہو جائے۔ حضرت خواجہ

Marfat.com

نے تبسم فرمایا اور کہا کہ گھر جا کر دیکھو شاید شرف بیگ زندہ ہی ہو۔ یہ بات ہو ہی رہی تھی کہ اُس کے گھر سے رونے کی آواز بند ہو گئی اور خبر آئی کہ اُس نے آنکھیں کھول دی ہیں۔ اس واقعہ کے بعد وہ شفا یاب ہو گیا۔

کشف صریح:- ملّا ذہنی شاعر کشمیر کا بیان ہے کہ حضرت ایشاں نے جو خانقاہ کشمیر میں تعمیر فرمائی تھی۔ میں نے اس کا قطعہ تاریخ لکھا تھا۔ ایک دن میں نے وہ قطعہ جیب میں ڈالا اور حضرت کو سنانے کے لئے حاضر خدمت ہوا۔ مگر اس وقت ایک بڑے ہجوم کے باعث سنا نہ سکا۔ سوچا کہ پھر کسی موقعہ پر سناؤں گا۔ رخصت کی اجازت لی۔ ابھی چند قدم ہی دور گیا تھا کہ آپ نے آواز دی "اے آخوند" تو نے جو جیب میں رکھا ہوا ہے وہ مجھے کیوں نہ دیا اس وقت سے بہتر اور کونسا موقع ہو گا میں فوراً پلٹا اور قطعہ تاریخ پیش کیا۔ آپ نے سماعت فرما کر بڑی تعریف کی اور ظاہری اور باطنی فیوض سے سرفراز فرمایا۔ قطعہ یہ ہے۔

حضرتِ خواجہ آں شہ دیں دار ۔۔۔ کز ازل یافت دولتِ سرمد
طرفہ شاہے کہ دادش ایزد پاک ۔۔۔ از فنا تاج و از بقائے مسند
ذاتِ قدسش کہ زندہ می دارد ۔۔۔ دینِ یزداں و سنت احمد
در ہمہ کار و در ہمہ حالت ۔۔۔ یابد از شاہ نقش بند مدد
خانقہے لطیف کرد بناء ۔۔۔ کہ برآں می برد سپہر حسد

Marfat.com

آسمان گل گش و قضا معمار — غشتش از قرص مہر و ماہ سزد
در فضائش کہ نو بہار صفا است — بوئے صد قش نسیم مہر و زد

گفت تاریخ سال آن ذہنی
"خانقاہے عجب لطیف آمد"

ملّا صالح لاہوری کا خاتمہ بالخیر:-

کتاب رضوانی کے مولف آپ کے فرزندار جمند خواجہ معین الدین رقمطراز ہیں حضرت لاہور میں قیام فرماتے تھے۔ عید کے روز نماز پڑھنے کے لئے عید گاہ تشریف لے گئے کافی عرصہ تک حاکم لاہور کا انتظار رہا اسی اثنا گفتگو ہوئی کہ نمازِ عید کا آخری وقت کب تک ہے حضرت خواجہ نے فرمایا کہ زوال تک ملّا صالح لاہوری بڑے جیّد عالم تھے اور عوام میں بلقب ابر مشہور تھے اس بات پہ بگڑے اور کچھ بے ادبانہ اور گستاخانہ کلمات زبان سے نکالے حضرت خواجہ نے فرمایا کہ اے ملّا ابر تم اپنی زندگی کے سورج کو موت کے ابر کے نیچے آجانے سے نہیں ڈرتے چنانچہ جب ملّا ابر نماز عید سے فارغ ہو کر گھوڑے پر سوار ہوئے اور گھر کی جانب چلے راستے میں گھوڑے سے نیچے گر پڑے اور گردن ٹوٹ گئی بڑی مشکل سے گھر پہنچے۔ سمجھے کہ یہ حضرت ایشاں کی گستاخی کی شامت ہے۔ نور دین قاضی لاہور اور امیر حسین شیخ الاسلام کو تقصیر کی معافی کے لئے حضرت خواجہ کی خدمت میں بھیجا۔ ان دونوں حضرات

Marfat.com

نے حاضر ہو کر ملاّ کی صحت کے لئے دعا کی التجا کی۔ آپ نے فرمایا تیر کمان سے نکل چکا ہے وہ اب واپس نہیں آسکتا میں راضی ہو بھی جاؤں مگر خواجگان راضی نہیں ہوتے۔ پس ہمیں ملاّ کی سلامتی ایمان کے لئے فاتحہ پڑھنی چاہیئے یہ کہہ کر آپ نے دُعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور فاتحہ پڑھی اور فرمایا کہ ملاّ صالح دنیا سے ایمان بسلامت گئے۔ قاضی اور شیخ الاسلام مجلس سے ناامید لوٹے دوسرے روز ملاّ صالح اللہ کو پیارے ہو گئے۔

صاحب کتاب رضوانی لکھتے ہیں:۔

کہ جب آپ کی وفات کے دن قریب آئے تو آپ نے پندرہ دن پہلے عصر کی نماز کے بعد اپنے مرید نواب افتخار الدین خاں عالیجاہ کو فرمایا۔ کہ میں پندرہ دن بعد اس دار الفناء سے دار البقاء کی طرف رحلت کر جاؤں گا جب سولہواں دن پہنچا تو بروز شنبہ ۱۰۵۲ھ کو نماز مغرب ادا کرنے کے بعد چند بار مولانا جامی کا یہ شعر پڑھا:۔

الٰہی غنچۂ امید بکشا | گلے از روضۂ جاوید بنما

پھر عشاء سے پہلے سجدہ میں سر رکھا اور جان عزیز جانِ آفریں کو سپرد کر دی جب غسل کیلئے جسم مبارک کو تختہ مصندلیں پر لٹایا تو اتفاق سے تہبند کی گانٹھ ڈھیلی پڑ گئی اور قریب تھی کہ کھل جائے غسال کو معلوم نہ تھا۔ کہ خواجہ نے دونوں ہاتھ ملا کر تہ بند کے پیچ کو مضبوطی سے پکڑ لیا۔ یہ حالت دیکھ کر

Marfat.com

تمام حاضرین بول اُٹھے کہ واقعی اللہ کے ولی نہیں مرتے۔ (اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ ۰) اس موقعہ پر شاہجہاں لاہور میں موجود تھا۔ میراں سید جلال الدین صدر الصدور حضرت خواجہ کی تجہیز و تکفین کے لئے حاضر ہوئے۔ انہوں نے لحد میں نعش کو لٹانے کے بعد جب روئے مبارک سے کفن زیارت کے لئے ہٹایا تو دیکھا کہ ہونٹ مبارک ہل رہے ہیں گویا آپ کچھ پڑھ رہے ہیں۔ نواب سعد اللہ خاں نے مزار پر گنبد تعمیر کروا دیا۔

خان دوراں حاکم لاہور کی موت کا واقعہ:۔

صاحب کتاب رضوانی تحریر کرتے ہیں کہ مزار پر روضہ عالیہ کی تیاری

---

۱ خواجہ صابر نام تھا۔ خاں دوّراں نصرت جنگ بہادر خطاب تھا۔ عہد شاہجہان کے نامور اور جلیل القدر امراء سے تھا۔ اپنی ذاتی لیاقت اور حسن تدبر سے ہفت ہزاری منصب تک پہنچا۔ سرداری فوج کشی معرکہ آرائی اور سخت گیری میں بے نظیر تھا۔ شاہجہان کے عہد میں اچھے اچھے معرکے سَر کئے تھے۔ کچھ عرصہ دکن کی صوبیداری بھی اس کے متعلق رہی ہے ۱۰۵۵ھ میں اپنے ایک کشمیری براہمن زادہ جو قبول اسلام کرکے اس کے خدمت گاروں میں شامل ہوگیا تھا۔ مقتول ہوا۔ اپنے بیٹے کے ہاتھوں قتل ہونا کسی تاریخ میں مذکور نہیں ایک دن رات زندہ رہا۔ اپنی تمام جائیداد کا اندازہ لگاکر وصیت لکھی۔ شاہجہاں اس وقت کشمیر میں تھا۔ اُسے بھیج دیا کہ اس وصیت کے مطابق میری جائیداد تقسیم کی جائے باقی جو بچے وہ خزانہ شاہی میں داخل کردی جائے چنانچہ شاہجہان نے اس کی وصیت

Marfat.com

سے زیادہ اس کے فرزندوں کو دیا۔ صاحب تحقیقات چشتی۔ مولانا مفتی غلام سرور۔ گنج تاریخ میں۔ رائے بہادر کنیہ لال اپنی تاریخ لاہور میں ابہنیں کے حوالے سے اس کی تاریخ وفات ۱۰۸۱ھ بعہد اورنگ زیب عالمگیر لکھتے ہیں۔ لیکن صاحب مآثر الامراء جلد اول میں اس کا سال وفات ۱۰۵۳ھ مطابق ۱۶۴۳ء لکھتے ہیں اور یہی درست ہے اور یہ شاہجہاں کا عہد ہے پھر بھی مصنف اس کا لاہور میں مدفون ہونا لکھتے ہیں۔ مگر صمصام الدولہ شاہ نواز خاں مآثر الامراء جلد اوّل میں لکھتے ہیں۔ کہ اس کا آبائی قبرستان گوالیار میں تھا۔ اس کی لاش کو وہاں لے گئے تھے۔ کیونکہ اس کی اولاد لاہور میں رہتی تھی غالباً انہوں نے پہلے لاہور میں دفن کیا ہوگا۔ پھر گوالیار لے گئے ہوں گے۔ شائد پھر اس کے لڑکوں میں سے کوئی اس کے مقبرے میں دفن ہوا ہو۔ اور یہ مقبرہ نصرت جنگ ہی کے نام سے مشہور رہا۔ مغلیہ دور تک تو یہ مقبرہ قائم رہا۔ زوال سلطنت کے بعد جہاں لاہور کی بیرونی آبادی اجڑ گئی وہاں یہ مقبرہ بھی خستہ و تباہ حال ہوگیا۔ رنجیت سنگھ کے عہد میں جرنیل کورٹ نے اس مقبرہ کو اپنا مسکن بنا لیا اور کوٹھی میں تبدیل کر دیا۔ انگریزی عہد میں ۱۸۸۲ء میں رائے بہادر کنیہ لال کی زیر نگرانی میں اسکی مرمت ہوئی

کے بعد شاہجہان کشمیر کی طرف چلا گیا اور لاہور کا حاکم خاں ملتان مقرر ہوا۔ اسے حضرت خواجہ سے عناد تھا۔ اس لئے کہ وہ اہل تشیع سے تھا۔ اس نے مزار کے گنبد کو مسمار کرنا چاہا اور سمجھے کہ حضرت خواجہ کا کمترین فرزند ہوں بلایا اور کہا کہ اس سے پہلے خاندان نقشبندی کے کسی بزرگ کے مزار پر گنبد نہیں ہے تم نے بزرگوں کے طریق کے خلاف عمل کیا ہے اور اپنے والد کی قبر پر

گنبد بنالیا ہے۔ لہذا میں جانتا ہوں کہ اسے گرادوں میں نے کہا کہ صاحب مزار کو مردہ نہ جانو اگر ہمت ہے تو مسمار کردو اس کے چند روز بعد خاں دراں لاہور سے سوار ہو کر اپنے دیہات کی جاگیر کی طرف چلا۔ دوپہر کے وقت شالامار باغ میں اترا حضرت ایشاںؒ کی خانقاہ کے ایک خادم نے چند انگور خانقاہ کے باغ سے اسے بطور تحفہ پیش کئے۔ مگر اس نے اپنے دلی بغض وعناد کے باعث جو اسے حضرت خواجہ سے تھا۔ انگور نہ کھائے سب نوکروں ہی کو دے دیئے اور از راہِ تمسخر خادم خانقاہ سے کہنے لگا کہ معین الدین پسر خاوند محمود کہتا ہے کہ صاحب مزار مردہ نہیں ہے اگر وہ مردہ نہ تھا تو اُسے سپردِ خاک کیوں کیا۔؟ خادم نے کوئی جواب نہ دیا اور واپس آگیا۔ جب خان دراں دوپہر کے بعد سوار ہو کر شہباز کے تلاب کے پاس پہنچا تو اس کے لڑکے نے جو اس سے دشمنی رکھتا تھا اسے قتل کر دیا۔

اولادِ امجاد حضرت ایشاںؒ

آپ کے چھ فرزند ارجمند تھے۔

(۱) **خواجہ تاج الدین خاوند**:۔ جامع علوم وفنون صاحب علم وعمل اور صاحبِ حال وقال تھے زاہد وتقویٰ میں اپنی نظیر آپ تھے۔

(۲) **خواجہ خاوند احمد**:۔ والد گرامی کی وفات کے بعد سجادہ نشین ہوئے صاحبِ ولائت تھے علوم ظاہری و باطنی میں مقامات بلند رکھتے

Marfat.com

تھے۔ ایک خلقِ کثیر نے آپ کی ذات و برکات سے اخذِ فیض کیا۔

(۳) خواجہ خاوند محمود :۔ صاحب علم و فضل مرجع خلائق علوم ظاہری و باطنی میں اکمل تھے۔

(۴) خواجہ خاوند معین الدین :۔ پدر بزرگوار کی وفات کے بعد مستقل طور پر کشمیر میں اقامت پذیر ہو گئے تھے۔ وہاں اپنے والد ماجد کی تعمیر کردہ خانقاہ میں تمام عمر درس و تدریس اور ہدایت خلق میں مصروف رہے بڑے جیّد عالم اور صوفی باصفا تھے علوم تفسیر و حدیث و فقہ میں حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلوی کے شاگرد تھے ۱۰۸۵ھ میں وفات پائی۔ مزار کشمیر میں ہے۔ کتاب فتاویٰ نقشبندیہ۔ کنز السعادت۔ کتاب رضوانی آپ کی مشہور ترین تصانیف ہیں۔ کتاب رضوانی اپنے والد گرامی کے مناقب اور احوال و مقامات میں لکھی ہے۔

(۵) خواجہ خاوند قاسم :۔ عالم و فاضل اور صوفی باعمل تھے۔

(۶) خواجہ بہاؤ الدین :۔ زاہد و عابد تھے والد بزرگوار کی وفات کے بعد شاہی منصب ترک کر کے گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی۔ تمام عمر اپنے والد کے روضہ کی نگرانی کرتے رہے۔ ان حضرات کی اولاد کا ذکر تفصیلی اور جمالی طور پر کہیں نہیں ملتا۔ مفتی غلام سرور نے خزینۃ الاصفیاء جلد اوّل میں تحریر کیا ہے کہ خواجہ معین الدین کے چار فرزند تھے۔ تین تو آپ کی زندگی

Marfat.com

ہی میں وفات پا گئے تھے۔ چوتھا فرزند خواجہ نظام الدین ابھی خورد سال ہی تھا کہ آپ خود اللہ کو پیارے ہو گئے آپ کی زوجہ محترمہ بیگم صاحبہ نے اپنے خوردسالہ بچے کی تعلیم و تربیت کی۔ جب سن رشید کو پہنچے تو جدامجد کی خانقاہ کے سجادہ نشین ہوئے اسی اثنا خواجہ معین الدین کے خلیفۂ اعظم مولانا عبدالحکیم[1] خلافت و نگرانی خانقاہ کے فرائض سرانجام دیتے رہے خواجہ نظام الدین کی وفات کے بعد ان کے فرزند خواجہ نور دین محمد المعروف بہ آفتاب کشمیر سجادہ نشین ہوئے ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے والد گرامی کی زیر سایہ پائی۔ قرآن مجید حفظ کیا۔ پھر کشمیر کے جیّد علماء و فضلاء سے تحصیل علوم کی پدر بزرگوار کی وفات کے بعد حضرت احمد یسوی کے حلقہ ارادت میں داخل ہو کر تکمیل سلوک کی اور خرقۂ خلافت پایا تمام عمر اپنے جدامجد کی خانقاہ میں درس و تدریس اور ارشاد و ہدایات میں مصروف رہے۔ ایک خلق کثیر نے آپ سے اکتساب فیض کیا ۱۰۵۶ھ میں وفات پائی۔ مزار کشمیر میں ہے۔

معاصرین حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہ۔

حضرت ایشاں اکبر کے عہد آخر میں وارد ہندوستان ہوئے۔ دیکھنے کو تو

---

[1] المشہور مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی جامع علوم و فنون اور عالم و عامل تھے ۱۰۶۷ھ میں وفات پائی۔ آپ سیالکوٹ شہر نزد میانہ پورہ مدفون ہیں۔

اُس وقت بے شمار علماء صوفیا تھے۔ مگر ان میں اکثریت ایسے اصحاب کی تھی جو نہ تو اقتضائے زمانہ جانتے تھے اور نہ اِسلام کی صحیح رُوح سے واقف تھے۔ اکبر اپنے سیاسی اغراض و مقاصد اور استحکام سلطنت کے لئے ایسا ماحول پیدا کر دینا چاہتا تھا کہ کفر و اسلام کا امتیاز مٹا کر اپنی حکومت کی بنیادیں مضبوط کرے۔ اِسی مقصد کے لئے شیخ مبارک ناگوری اِن کے دونوں بیٹے ابو الفضل اور فیضی اور ان کے ہمنوا حکیم الملک گیلانی۔ میر فتح اللہ شیرازی اور قاضی ابو المعالی وغیرہ ان کے ہاتھ مضبوط بنا رہے تھے۔ اور دین اکبری کے رواج دینے میں سرگرم تھے دوسری طرف جاہل آزاد مشرب اور بے شرع صوفی اسلام کی تضحیک کا سبب بن رہے تھے۔ اس پُر آشوب زمانہ میں چند علماء و صلحا ایسے تھے۔ جنہوں نے وقت کی نزاکت کو جانا اور تمام نتائج و عواقب سے بے پرواہ ہو کر ترویج کتاب و سنت میں کوشاں رہے یہ تحریک اصلاح و تجدید جہانگیر کے عہد سے لیکر اورنگ زیب عالمگیر کے عہد تک قائم رہی۔ بلکہ اِس اصلاح و تجدید میں خود اورنگ زیب عالمگیر نے کافی حصہ لیا اور فتاویٰ عالمگیری تدوین کرا کر اکبر کے عہد سے فقہِ اسلامی کو جو نقصان پہنچا تھا۔ اس کی تلافی کی گو اکبری عہد میں مخدوم الملک عبداللہ انصاری سلطان پوری اور شیخ عبد الغنی صدر الصدور ایسے صاحب اثر و رسوخ

Marfat.com

عالم تھے۔ مگر یہ دونوں آپس کے نزاعی مسائل اور حب مال و دولت اور حرص جاہ و مرتبہ میں ایسے گرفتار ہوئے کہ یہی چیزیں ان کے زوال کا باعث بن گئیں۔ اور یہ لوگ کوئی نمایاں اصلاحی کام اور خدمت اسلام نہ کر سکے یہ کام اللہ تعالیٰ نے حضرت ایشاں رح اور ان کے معاصرین کیلئے رکھا ہوا تھا۔ حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رح المتوفی ۱۰۳۴ھ نے اصلاح و تجدید اور تبلیغ اسلام کا آوازہ اسی زور سے بلند کیا جس کی صدائے بازگشت آج تک دنیائے اسلام کے در و دیوار سے آرہی ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی المتوفی ۱۰۵۱ھ نے اپنے تبحر علم اور اپنی دور رس نگاہ سے عہد اکبری سے لے کر اپنے عہد تک کے تمام حالات و واقعات کا جائزہ لیا اور دینی نصاب تعلیم میں قرآن و حدیث کو مقدم قرار دے کر ہر طالب علم کے دل میں یہ بات نقش کر دی کہ جو شخص قرآن و حدیث میں اپنی رائے کو دخل دے وہ کفر کا مرتکب ہے وہ علم علم نہیں جو تقویت دین کا باعث نہ ہو۔ حضرت شیخ محمد المعروف بہ میاں میر رح اور حضرت شیخ بلاول رح قادری (مدفن کوٹ خواجہ سعید لاہور) نے اپنے فقر غیور۔ زہد تقویٰ۔ عبادت و ریاضت اور مستغنی المزاجی کی بہترین مثال پیش کی جس سے سلاطین وقت بھی متاثر ہوئے۔ حضرت شیخ الاسلام مفتی عبدالسلام مفتی و مدرس لاہور نے اپنے تدین اور علوم اسلامیہ قرآن و حدیث و تفسیر و فقہ سے تشنگان علوم دینیہ و شرعیہ کو سیراب کیا۔ حضرت شیخ محمد طاہر نقشبندی مجددی قادری

Marfat.com

المتوفی ۱۰۷۲ھ نے بلا معاوضہ وعظ اور درس وتدریس کی خدمت سرانجام دیتے رہے اور کتب تفسیر و حدیث و فقہ کی تصحیح و محشی سے رزق حلال حاصل کیا۔

مولانا عبد الحکیم سیالکوٹی المتوفی ۱۰۶۷ھ نے علوم منقولات و معقولات سے دین قیم کی تائید و حمایت کی غرض ان بزرگوں کی اصلاح و تجدید اور علمی روحانی کوششوں سے ہندوستان میں علوم اسلامیہ نے زندگی اور پائیداری حاصل کی اگر یہ بزرگ نہ ہوتے تو ہندوستان میں اسلام بہ حیثیت دین کا قائم رہنا مشکل تھا۔

حضرت شاہ حسین رحؒ المتوفی ۱۰۰۸ھ بھی آپ کے معاصرین میں سے تھے۔ ان کے کشف وکرامت کے کئی واقعات بیان کئے جاتے ہیں مگر ان کا اپنا کلام ہی ان کی دینی تعلیم ہے۔ جس میں کہیں بھی کوئی غیر شرعی پہلو نظر نہیں آتا۔ ان کی تعلیم کا نچوڑ یہی ہے کہ دنیا فانی ہے۔ مر کر خدا کے حضور پہنچنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا مقصد حیات ہے اور دونوں جہاں کی سرخروئی ہی انسان کی فلاح ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا عشق حقیقی کے بغیر ناممکن ہے۔ آپ کے کلام میں دنیا کی بے ثباتی۔ عاجزی۔ پاکبازی اور خدا کی محبت و عبادت کی تلقین کا درس ملتا ہے اور حسن و عشق اور رضائے الہی کی سچی تڑپ موجود ہے۔

حضرت شاہ حسینؒ بعمر تریسٹھ سال اس جہان فانی سے کوچ کر گئے اور آپ کی قبر شاہدرہ میں بنائی گئی۔ کچھ مدت بعد راوی میں سیلاب

Marfat.com

سے قبر کو نقصان پہنچا تو مادھو لال ؒ جو اس وقت زندہ تھے نعش نکلوا کر باغبانپورہ جہاں اس وقت آپ کا مزار ہے دفن کیا۔ آپ پنجاب کے پہلے شاعر تھے خود بیان کرتے ہیں۔

"کہے حسین فقیر نماں" یا کہیے حسین فقیر سائیں دا

ملاں دے اُپرہ ہوگ نیڑا کیا صوفی کیا بھنگی

کہے حسین سہاگن سائیں جو شوہ کے رنگ رنگی

متذکرہ بزرگوں نے اپنے کسی . . . . مکتوبات یا اپنی کسی تحریر میں شاہ حسین کی ہمعصری اور ملاقات کا ذکر نہیں کیا۔ حالانکہ شاہ حسین خالص لاہور ہی کے رہنے والے تھے۔ آپ کے والد محترم شیخ عثمان نومسلم تھے ٹیکسالی دروازے کے ایک محلہ میں رہتے تھے اُس وقت ٹیکسالی دروازے سے بیگم پورہ کا فاصلہ تقریباً تین میل تھا۔

خلفاء حضرت الیشاں رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے سولہ (۱۶) نامور خلیفے ہیں۔ جو بعد تربیت و تکمیل مختلف ممالک میں، ہدائیت خلق اور تبلیغ اسلام کے لئے مامور ہوئے۔ (۱) خواجہ احمد فرزند حضرت الیشاں ؒ (۲) خواجہ معین الدین فرزند حضرت الیشاں (۳) خواجہ عبدالرحیم جو حضرت خواجہ حسن عطار بن علاؤالدین عطار کی اولادِ امجاد سے تھے۔ (۴) خواجہ سیّد یحییٰ جو حضرت شاہ شجاع کرمانی کی اولاد سے تھے۔

ؒ۔ آپ کے عقیدت مندوں میں سے تھے۔ آپکی وفات کے بعد اڑتالیس سال پیر و مرشد کے مزار پر رہے اور دنیا سے کنارہ کش ہوگئے بالآخر ۱۰۵۶ھ میں خود انتقال کر گئے اور شاہ حسین کے پہلو میں دفن ہوئے۔

Marfat.com

(۵) خواجہ محمد آئین وحیدی (۶) خواجہ عبدالعزیز وحیدی - (۷) خواجہ منترسوں المشہور بہ خواجہ باقی ۔(۸) خواجہ شادمان کابلی - (۹) مرزا ہاشم برادر خواجہ دیوانہ بلخی جو سبحان قلی خاں بادشاہ بلخ کے مرشد تھے ۔ (۱۰) خواجہ لطیف درخشی (۱۱) مرزا ابراہیم برادر میر نعمان جو حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانیؒ کے خلیفہ اعظم تھے (۱۲) خواجہ باندی کشمیری (۱۳) خواجہ حاجی طوسی (۱۴) حاجی ضیاالدین (۱۵) خواجہ ابوالحسن سمرقندی (۱۶) مولانا پائندہ حارثی ۔

حضرت ایشاںؒ کے اِن خلفاء کی تبلیغی سرگرمیوں کا دائرہ بڑا وسیع ہے ۔ انہوں نے لاکھوں بندگان خدا کو راہِ ہدائت دکھائی۔ اور دور دراز ممالک اسلامیہ میں طریقۂ نقشبندیہ کو فروغ دیا ۔ حضرت کی تعلیمات کو پھیلایا اور تبلیغ اسلام کی گراں قدر خدمات سرانجام دیں ۔ جن کا فیضان آج تک جاری ہے ۔

دو بھائیوں کی آمد :-

حضرت سید میر جانؒ بہ اشارہ نزبانی کابل سے لاہور تشریف لائے خانقاہِ حضرت ایشاںؒ میں قیام کیا ۔ اہل بیگم پورہ و اہالیان باغبانپورہ نہائت عزت و تکریم سے پیش آئے ۔ ایک خلق کثیر نے آپ سے اکتساب فیض حاصل کیا ۔ اور حلقہ ارادت میں شامل ہوا ۔

حضرت سید میر جانؒ :-

سید میر جان نام لقب بڑے شاہ صاحب والد کا نام سید میر حسنؒ وطن کابل تھا بسلسلہ نسب ننھیال کی طرف سے حضرت ایشاں سے ملتا ہے

Marfat.com

ابتدائی تعلیم و تربیت کابل میں پائی تحصیل علم سے جب فارغ ہوئے تو ہدائیت خلق اور تبلیغ دین اسلام میں مصروف ہو گئے آپ علوم قرآن کے ناقص اور حدیث و فقہ کے عالم تھے۔ تمام احوال و مقامات کو شرعی نقطہ نگاہ سے دیکھتے۔ اور جو کچھ بیان کرتے قرآن و حدیث سے اسناد کرتے۔ لاہور تشریف لانے سے پہلے آپ نے دور دراز ممالک اسلامیہ کی سیر و سیاحت کی اشاعتِ دین کی گراں بہا خدمات سرانجام دیں اور سلسلہ نقشبندیہ کو فروغ دیا۔ دورہ طریقہ نقشبندیاں مجددیہ میں حضرت مولانا احمدیار بخاری امرتسری جو حضرت شیخ محمد شریف نقشبندی مجددی کے نامور مرید و خلیفہ تھے۔ ان کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے اور خدمتِ مرشد میں رہ کر مقامات سلوک کی تکمیل کی اور خرقۂ خلافت و ارشاد ہدائیت سے سرفراز ہوئے۔ آپ جامع کمالات صوری معنوی اور کاشف اسرار شریعت و طریقت تھے فقر و استغناء میں بینظیر و بے عدیل تھے اکثر افراد آپ کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ حسب عادت آپ مسجد کے محراب میں تشریف رکھتے اور طالبان علم و ہدایت کا اجتماع کثیر آپ کے ارد گرد رہتا اور آپ علوم قرآن و حدیث کی ترویج اشاعت دینِ اسلام۔ احکام شریعت کا اتباع۔ ریاضت و عبادت مراقبہ اور ذکر و فکر سماع سے اجتناب۔ غیر شرعی امور سے احتیاط۔ جوش تبلیغ۔ اعلاء کلمتہ الحق کی ہدائیت کرتے۔ تقریباً ۳۰ سال لاہور میں آپ کا فیضان جاری رہا۔ خلق کثیر نے آپ سے علمی و روحانی فیض حاصل کیا۔ یہ سب حضرت ایشانؒ کی

Marfat.com

خاص توجہ اور فیضان کا اثر تھا۔ جن سے حضرت سید میر جانؒ فیض یاب ہوئے اہل لاہور کے علماء و صلحاء میں مولوی میاں شیر محمدؒ[1] و مولوی غلام قادرؒ[2] عموماً جمعرات یا جمعہ کے روز تشریف لاتے اور مسجد کے محراب کے پاس بیٹھ جاتے۔ آپ کے ارشادات گرامی سے مستفیض ہوتے تھے۔

مسجد کے پاس ہی ایک عمارت جس کو نواب یحییٰ خاں نے تسبیح خانہ کے نام سے تعمیر کروائی تھی۔ اس کی چھت اور چار دیواری گر چکی تھی۔ انٹیں خشت فرش نکال کر لے گئے۔ بالکل برباد ویراں ہو چکی تھی فاتح خوانی اور ختم خواجگاں اب اس کی بجائے مسجد کے صحن میں ہوا کرتا تھا جس میں آپ خود شریک ہوتے۔ عقیدت مندوں کو پابندی کے ساتھ پڑھنے کی خاص طور پر ہدائت کرتے۔ آپ مستقل طور پر لاہور میں سکونت پذیر ہو گئے اور کابل واپس نہ گئے۔ آپ کے والدین آپ کے انتظار واپسی میں رحلت کر گئے

(۲) حضرت سید سید محمود آغاؒ

آپ کے چھوٹے بھائی حضرت سید سید محمود آغا آپ کی تلاش میں کشمیر سے ہوتے ہوئے لاہور پہنچے۔ خانقاہ حضرت الیشاں میں ملاقات ہوئی بڑے بھائی کے پاس مستقل طور پر قیام نہ کیا۔ شالامار باغ میں شاہی حمام کے پاس والے برج میں رہنے لگے۔ آپ بھی ولی اللہ اور مجذوب تھے۔ مستی کی حالت

---

[1] میاں شیر محمد المشہور میاں شیر محمد شرقپوری لاہور کے جید علماء و فضلاء سے تھے علوم ظاہری و باطنی میں اکمل تھے۔ مستغنی المزاج اور سادہ لباس درویش تھے حضرت الیشانؒ سے بہت عقیدت رکھتے تھے [2] آپ بیگم شاہی مسجد لاہور کے خطیب تھے اور حضرت سید میر جانؒ کی آپ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

Marfat.com

میں رہتے تھے۔ اور حضرت ایشاںؒ کے ساتھ والہانہ عقیدت وارادت رکھتے تھے۔ آپ فارسی زبان میں شعر فرماتے اور تراب آپ کا تخلص تھا۔ حسبِ عادت آپ خانقاہ میں تشریف لاتے اور جوشِ عقیدت سے ذیل اشعار پڑھتے۔

بدہ دستِ یقین اے دل کہ شاہِ راہنما ایں جا
(۱) مے ایں جا وحدت ایں جا ساقیِ مشکل کشا ایں جا
نہ تابم سرازیں درگاہ بُرَد اے مدّعی ناداں
(۲) سرایں جا سجدہ ایں جا بندگی ایں جا خدا ایں جا
مکن گردن کشی باعود بزن چنگل بدامانش
(۳) محمد مشرب ایں جا مہ یوسف لقاء ... ایں جا
بخاک درگہش خوکن گر مقصود می خواہی
(۴) تراب ایں جا شراب ایں جا کباب اینجا ہدا ایں جا

آپ کے کلام میں سوز وگداز، دردِ محبت، جوشِ عقیدت اور مستی نمایاں ہے

دو بھائیوں کی وفات۔

آپ نے ۱۲ر ذوالحجہ ۱۲۹۹ھ/۱۸۸۲ء میں وفات پائی۔ چھوٹے بھائی کی وفات کے تقریباً بیس برس بعد بڑے بھائی ۳ر شعبان ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء کو اللہ کو پیارے ہوئے۔ یہ دونوں بزرگ حضرت ایشاںؒ کے مزار کے مشرقی پہلو میں مدفون ہیں اور ان کا فیضان آج تک جاری ہے۔ کتبہ پہ یہ شعر لکھا ہوا ہے۔

Marfat.com

؎ کاملاں را نور دیدہ جانِ جاناں عارفاں
نورِ چشم خواجگاں نام پاکش میر جان
۱۳۱۹ھ

تولیت و نگرانی مزار حضرت ایشانؒ :-

اس مزار کی تولیت و نگرانی مختلف اوقات میں مختلف حضرات کے سپرد رہی۔ چنانچہ حضرت سید میر جانؒ کی وفات کے بعد عقیدتمندوں کی اتفاق رائے سے بابا کامل دین متولی مزار ہوئے ان کی وفات کے بعد کچھ عرصہ تک بابا غلام محمد متولی رہے۔ آپ بڑے مخلص اور درویش سیرت انسان تھے اور اپنی زندگی میں خانقاہ کی تولیت کے فرائض اپنے بھانجے میاں عبدالرشید کے سپرد کر دئیے جو بزرگان دین اور اولیائے کرام سے بحد محبت و عقیدت رکھتے تھے حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ سے والہانہ ارادت تھی۔ وہ شفیق، مہمان نواز عابد و زاہد بزرگ تھے۔ پیر بھائیوں سے محبت کرتے اور اسے اپنا فرض سمجھتے۔ میاں عبدالرشید کی وفات کے بعد تو بہت سجادہ نشینی کی دستار بندی حسب رسم خانقاہ ان کے بڑے لڑکے میاں مقبول احمد کو باندھی گئی۔ ان سے پھر محکمہ اوقاف نے روضہ کو اپنی تحویل میں لے لیا۔ اُس وقت کے عقیدت مندوں میں سے خانصاحب میاں محمد حسین باغبانپوری۔ مرزا غلام احمد۔ مخدوم شیر شاہ مخدوم راجن شاہ۔ مخدوم رضا شاہ۔ خانصاحب میاں عبدالحمید باغبانپوری مولوی حاکم علی سابق پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور۔ بابا میاں محمد باورچی

Marfat.com

سیّد دلی شاہ ریٹائرڈ سب جج ۔ میاں جلال الدین کاچھو ۔ مولوی محمد باقر ۔ مہر محمد دین کاچھو ۔ چٹا پیر ۔ مولوی فیروز الدین المشہور فیروز سنز ۔ منشی الٰہ بخش گورنمنٹ پنشنر ۔ میاں رکن دین بٹالوی ۔ میاں کریم بخش ۔ میاں مولا بخش ٹن ساز ۔ حاجی امام دین کمہار ۔ حاجی میاں شمس الدین باغبانپوری قابل ذکر ہیں ۔ جو سالانہ عرس اور ختم خواجگان کا اہتمام بڑی گرمجوشی سے مسجد میں کرتے اور خلوص و محبت اور جوش و عقیدت سے سرانجام دیتے ۔ متذکرہ حضرات میں دو حضرات حاجی میاں شمس الدین باغبانپوری اور حاجی امام دین کمہار بفضلِ تعالیٰ بقید حیات ہیں ۔

آج بھی آپ کا مزار مرجع خاص و عام ہے ۔ عقیدتمندوں کی ایک بڑی تعداد آپ کے مزار پر حاضری دیتی ہے ۔ آپ کے مزار کو دیکھ کر دل پر ایک خاص کیفیت طاری ہوتی ہے ۔ پُرسکون ماحول اور چاروں طرف مکمل خاموشی حضرت ایشاںؒ کے رعب و دبدبہ کو اور زیادہ اثر پذیر بنا دیتی ہیں ۔

حضرت ایشاںؒ کا مزار محکمہ اوقاف کی تحویل میں :۔

صدر ایوب کی دور حکومت میں محکمہ اوقاف کا قیام عمل میں آیا جس کی بدولت بزرگانِ دین کے مزاروں کی دیکھ بھال کا کام براہِ راست حکومت کی تحویل میں آگیا ۔ یہ نشانیاں محفوظ و مامون ہوگئیں مزار حضرت ایشاںؒ بھی اس وقت حکومت کی تحویل میں ہے ۔ محکمہ اوقاف اس کا نگران ہے ۔ مزار کے انتظامی امور کے لئے اشو رنس مہیہ

Marfat.com

کمیٹی قائم ہے۔ جس کے چیئرمین جناب عبدالرشید خاں صاحب ہیں۔

دیگر اکابر نقشبندیہ معاصرین حضرت ایشاں رح

حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی فاروقی کابلی سرہندی رحمتہ اللہ علیہ

شیخ احمد نام۔ مجدد الف ثانی خطاب۔ حضرت شیخ عبدالاحد فاروقی کے فرزند ارجمند تھے۔ اصل وطن کابل تھا۔ ۱۴ شوال ۹۷۱ھ میں پیدا ہوئے پہلے قرآن پاک حفظ کیا۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی۔ پھر سرہند کے بعض دوسرے علماء سے اکتساب علم کیا۔ نیز دہلی۔ لاہور اور سیالکوٹ کے مشہور علماء و فضلاء سے بھی استفادہ کیا۔ سیالکوٹ میں مُلّا کمال الدین[1] سیالکوٹی کے حلقہ درس میں شامل ہو کر تکمیل علوم کی۔ مُلّا عبد الحکیم[2] سیالکوٹی علامہ سعد اللہ خاں[3] وزیر اعظم شاہ جہاں آپ کے ہم درس تھے تصوف کے تمام سلسلوں سے اخذ فیض کیا تھا اور

---

[1] جامع علم و عمل و زہد و تقویٰ تھے۔ مدت تک لاہور اور سیالکوٹ میں مسند درس و تدریس متمکن رہے اپنے علمی و روحانی فیوض سے ایک خلق کثیر کو بہرہ یاب کیا۔ ۱۰۱۷ھ میں وفات پائی۔

[2] علوم ظاہر میں فرید الدہر اور رموز باطنی میں وحید العصر تھے۔ حدیث

Marfat.com

حضرت خواجہ محمد باقی دہلوی کے جلیل القدر مرید و خلیفہ تھے۔ جامع شریعت و طریقت تھے۔ علومِ ظاہر و باطن میں یگانۂ روزگار تھے۔ کتاب و سنت سے سرِ مُو تجاوز کرنا بھی پسند نہ فرماتے تھے۔ اصلاح و تجدید میں بے مثال کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ چونکہ جمیع علوم میں مرتبۂ اجتہاد رکھتے تھے اسی وجہ سے آپ کو الف ثانی یعنی دوسرے ہزار سالہ دور کا مجدد کہا جاتا ہے۔ سب سے پہلے ملا عبدالحکیم سیالکوٹی نے آپ کو مجدد الف کے خطاب سے مخاطب کیا۔ اور آپ نے جناب ملا صاحب کو آفتاب پنجاب کے لقب سے نوازا۔ تجدید و اصلاح اور اشاعت و تبلیغِ اسلام کی آواز اس بلند آہنگی سے لگائی کہ جس کی صدائے بازگشت آج تک دنیائے اسلام کے در و دیوار سے آرہی ہے۔ عہدِ اکبری و جہانگیری کے مذہبی و سیاسی حالات و واقعات کا احساس جس طرح حضرت شیخ عبدالحق محدثِ دہلوی

و تفسیر۔ فقہ و ادب۔ فلسفہ و منطق میں متبحر عالم تھے۔ دربار شاہجہاں میں بڑی قدر و منزلت تھی۔ حاشیہ تفسیر بیضاوی۔ حاشیۂ مطول۔ حاشیۂ شرح مواقف آپ کی یادگار تصانیف ہیں۔ نیز حضرت شاہ بلادل قادری لاہوری المتوفی ۱۰۴۶ھ کے ایما پر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کی کتاب غنیۃ الطالبین کا فارسی میں ترجمہ کیا ۱۰۶۷ھ میں وفات پائی۔

۵ اصل وطن چنیوٹ ضلع جھنگ تھا۔ پہلے مولوی خان صدر الصدور کی ملازمت میں رہے۔ پھر شاہی کتب خانہ کے داروغہ مقرر ہوئے اور درجہ بدرجہ ترقی کرتے ہوئے مرتبۂ وزارت تک پہنچے۔ لاہور میں حویلی سعد اللہ خاں جو

Marfat.com

المتوفی ۱۵۱۰ھ کو ہوا تھا اور انہوں نے پورا جائزہ لے کر بڑے غور و فکر کے بعد دینی نصابِ تعلیم میں قرآن و حدیث کو مقدم قرار دیا تھا اور ہر معلم و طالب علم کے دل پر یہ نقش کرنے کی کوشش کی تھی۔ کہ جو شخص قرآن کریم کی تفسیر میں رائے کو دخل دے وہ کفر کا مرتکب ہے اور وہ علم علم نہیں جو دین و ملت کی تقویت کا باعث نہ ہو۔ اسی طرح حضرت مجدد نے بادشاہ۔ حکمران طبقے اور درباریوں کی روش، نیز زمانے کے حالات و رجحانات کو دیکھتے ہوئے بروقت اندازہ کر لیا اور اس نتیجے پر پہنچے کہ اگر تجدیدِ دین کے لئے خاص کوشش نہ کی گئی تو اسلام اس سرزمین میں اپنی حقیقی شان کے ساتھ قائم نہ رہ سکے گا۔ حضرت مجدد کی پہلی عظمت اسی آگاہی اور حقائق بینی پر موقوف ہے پھر آپ نے دینی مقاصد کے لئے سرگرم کوششوں میں اپنی گراں مایہ زندگی کا ایک ایک لمحہ وقف کر دیا۔ چنانچہ آپنے اپنے تمام مریدوں اور احباب کو لکھا کہ ہمیں اور تمہیں چاہیئے کہ اپنے عقائد کو کتاب و سنت کے مطابق جس طور پر کہ علمائے حق نے کتاب و سنت سے سمجھے اور اخذ کئے ہیں درست کریں۔

چونکہ ہمارا اور تمہارا سمجھنا اگر ان حضرات کی رائے کے مطابق نہ ہو تو قابلِ اعتبار نہیں ہے۔ اس لئے کہ ہر بدعتی اپنے خیالات کی بنیاد

حویلی میاں خاں کے نام سے مشہور ہے۔ چنیوٹ میں جامع مسجد سنگِ سیاہ یادگار ہیں سے ہے ۱۰۵۶ھ میں وفات پائی۔

Marfat.com

قرآن وسنت ہی پر رکھتا ہے۔ جہانگیر کے دربار میں نورجہاں کی وجہ سے شیعی علماء کا اثر ورسوخ زیادہ ہوگیا تھا۔ ایرانی تہذیب اور ایرانی تمدّن علم وادب کے پردے میں بڑے زور سے پھیل رہا تھا۔

بعض درباریوں نے جہانگیر کے کان بھرنے شروع کیے کہ شیخ احمد سرہندی رحؒ ایک تو اس وجہ سے کہ دربار کے اکثر اہلِ وسنت اکابر اور فوج کے بڑے بڑے سالار ان کے مرید تھے۔ دوسرے آپ کے بعض مکتوبات کی غلط توجیہہ وتاویل کرکے یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی۔ کہ شیخ احمد اپنے آپ کو حضرت ابوبکر صدیق سے فوق اور افضل جانتے ہیں جہانگیر نے آپ کو دربار میں بلایا۔ آپ نے تمام باتوں کی توضیح وتشریح نہایت خوبی کے ساتھ کی۔ جہانگیر نے مطمئن ہوکر آپ کو عزت واحترام کے ساتھ رخصت کیا۔ مگر اس طائفہ کی سازشیں حضرت کے خلاف جاری رہیں۔ کبھی بادشاہ کو یہ کہہ کر برگشتہ خاطر کرنے کی کوشش کی گئی کہ شیخ احمد عنقریب آپ کے برخلاف علمِ بغاوت بلند کرنے والے ہیں۔ کبھی یہ کہتے دیکھئے حضور! شیخ احمد کتنے گستاخ وسرکش ہیں کہ جب دربار میں آئے توآداب شاہی کو بھی ملحوظ نہیں رکھا۔ جہانگیر کان کا کچا تو تھا ہی۔ فوراً ان برگشتہ سروں کی باتوں میں آکر آپ کو پھر دربار میں حاضر ہونے کا حکم بھیجا۔ اس مرتبہ بھی آپ ایک مردِ مومن کی طرح آزادانہ بیباکانہ آئے نہ تعظیمی سجدہ کیا اور غیر مسنون طریق سلام کو گوارا فرمایا۔ نہایت آزادی وبیباکی کے ساتھ گفتگو کی۔ اور اعلائے کلمۂ حق میں کچھ خوف نہ کھایا۔ جہانگیر کو یہ امر

Marfat.com

بے حد گراں گذرا اور آپ کو گوالیار کے قلعے میں نظر بند کرنے کا حکم دیا۔ اس نظر بندی سے بہت پہلے حضرت نے اپنے مخلصوں سے فرمایا تھا کہ ہم پر ایک بلا نازل ہو گی۔ جو ہمارے لئے ترقیٔ درجات کا باعث ہو گی۔ آپ کو جس قید خانے میں نظر بند کیا گیا تھا وہ خاص کر حکومت کے باغیوں کے لئے مخصوص تھا وہاں ہزاروں غیر مسلم بھی محبوس تھے۔ جو آپ کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہو گئے آخر حق مظفر و منصور ہوا اور جہانگیر نے خود ہی رہائی کا حکم صادر کر دیا اور حضرت کی خدمت میں نذرانہ پیش کیا بلکہ خاصی مدت تک اپنے ساتھ رکھا۔ ایک مرتبہ کشمیر جاتے ہوئے حضرت سے دعوت بھی قبول فرمائی۔ طعام اگرچہ بالکل سادہ اور معمولی تھا مگر بڑے مزے سے کھایا۔ اور کہا کہ مجھے آج تک ایسا لذیذ کھانا میسر نہیں ہوا۔ کہا کرتا تھا کہ میں نے زندگی میں کوئی ایسا کام نہیں کیا کہ جس سے نجات کی امید ہو البتہ ایک روز شیخ احمد سرہندی نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جنت میں جانے کا حکم دیا تو تیرے بغیر نہ جائیں گے۔ آپ کی تمام زندگی رفع بدعت والحاد اور اشاعت و تبلیغ اسلام میں گذری ہے۔ حتیٰ کہ آپ قید خانے سے بھی باہر اس وقت تشریف نہیں لائے۔ جب تک کہ جہانگیر نے آپ کی تمام شرائط کو قبول نہیں کر لیا۔ آپ کے علمی و روحانی فضل و کمال کا لوہا آپ کے تمام ہمعصر علماء و فضلاء و صلحاء نے مانا ہے آپ نے اپنے مکتوبات میں شریعت و طریقت کے اسرار و رموز کا دریا

Marfat.com

بہادیا ہے۔

(۱) فرماتے ہیں طریقت و حقیقت خادمانِ شریعت ہیں اور نبوت ولایت سے افضل ہے۔ اگرچہ نبی ہی کی ولایت کیوں نہ ہو۔ کمالاتِ ولایت کمالاتِ نبوت کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ وہ دریائے محیط کے سامنے ایک قطرہ ہی کا حکم رکھتے۔

(۲) فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو ہمیں بزرگی عطا کی ہے اس میں ہمارے علم و عمل کا کوئی دخل نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے یہ عزت اپنے فضل و کرم سے عنایت کی ہے اور اس فضل و کرم کے لئے اگر ہمارے پاس کوئی بہانہ ہو سکتا ہے تو وہ اتباع سنت جناب رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ہمیں جو کچھ عطا ہوا ہے اسی اتباع کے باعث ملا ہے۔

(۳) فرمایا۔ خوارق و کرامات نہ ارکانِ ولایت سے ہیں اور نہ شرائطِ ولایت سے۔ کیونکہ ولایت سب سے بڑی دلیل اتباعِ سنتِ جناب نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور ولی کی یہی تعریف ہے کہ وہ حق تعالیٰ کا طالب اور حضور سرکارِ دو عالم کا تابع ہو۔

(۴) امور شریعت کا مدار اتباع شریعت پر ہے۔ معاملہ نجات اتباع رسول اللہ سے وابستہ ہے۔ اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر زہد و تقویٰ و توکل غیر مقبول ہیں۔ حضرت رسالت پناہ کے توسل کے بغیر ذکر و فکر و شغل اور ذوق و شوق اکارت ہیں۔

Marfat.com

(۵) خوارق کا تعلق بھوک اور تہی شکمی اور اسی قسم کی ریاضت سے ہے۔ معرفت الٰہی سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔

(۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے سا یمان کامل اسی وقت ہوگا۔ کہ لوگ مجنون کہنے لگیں۔ اس جنون سے مراد اسلامی حمیت اور کامل درجہ کی غیرتِ اسلامی ہے۔

(۷) حقیقت نماز سے ناواقف گروہ نے سماع ونغمہ کو اپنے اضطراب کا ذریعۂ سکون قرار دیا اور نغمہ کے پردوں میں مطلوب کا دیدار کرنا چاہا حالانکہ ماجعل اللہ فی الحرام شفاءً۔ اللہ تعالےٰ نے حرام میں شفا نہیں رکھی اگر نماز کی حقیقت ان پر منکشف ہوجاتی تو سماع ونغمہ اور وجد وحال کا نام بھی نہ لیتے

(۸) احادیث اور فقہا کے اقوال حرمتِ غنا کے متعلق نہایت کثرت سے ہیں کسی منسوخ حدیث یا کسی شاذ روایت سے جوازِ غنا پر استدلال کرنا معتبر نہیں ہے کسی زمانے میں کسی فقیہ نے جوازِ غنا کا فتویٰ نہیں دیا۔

(۹) مقاماتِ سلوک کے سیر ورجوع کی کیفیت وقتی ہوتی ہے۔ اس کیفیت کے ختم ہونے پر انسان پھر اپنے مقام پر ہوتا ہے۔

(۱۰) نفسِ امارہ کی مخالفت جہادِ اکبر ہے۔ دنیاوی دشمنوں کے ساتھ جہاد کا اتفاق گاہے گاہے ہوتا ہے اور اندرونی دشمن کے ساتھ ہر وقت اور ہر ساعت رہتا ہے ؞

کیمبرج پرنٹنگ پریس ۸ سی میلارام روڈ لاہور۔

Marfat.com

۱۱ - یہ اللہ کی رحمت ہے کہ اعتقادات میں حصولِ نجات کے لئے صرف تصدیق قلبی کو کافی قرار دیا ہے، یہ ضروری نہیں کہ یہ تصدیق جملہ وساوس اور خطرات سے پاک ہو، البتہ اللہ کے کچھ بندے اس درجۂ یقین و کمال تک پہنچ جاتے ہیں کہ اُن کا نفسِ امارہ احکامِ الٰہی کا مطیع ہو جاتا ہے اور امرِ الٰہی پر راضی ہو جاتا ہے۔ اس کا نام نفسِ مطمئنہ ہے۔ ایمانِ کامل اور حقیقی اسلام اسی درجہ پر حاصل ہوتا ہے۔

۱۲ - علماء و مجتہدین نے احکامِ دین کی تفسیر کر دی ہے۔ اس میں کوئی نئی چیز ایجاد نہیں کی۔ چنانچہ فقہ کے ہر حکم کے لئے قرآنِ پاک یا حدیث شریف کی سند پیش کر دی ہے۔

ائمہ اربعہ میں بحث صرف یہی ہے کہ کس کے مسلک کے لئے سند واضح اور قوی ہے۔ اجتہادی مسائل ایجاد کردہ امور نہیں بلکہ دین کی ایک خاص اصل ہیں۔ قیاس و اجتہاد کو بدعت سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ قیاس و اجتہاد کسی امرِ زائد کو ثابت نہیں کرتے بلکہ صرف آیات و احادیث کی مراد کو ظاہر کرتے ہیں۔

۱۳ - سنّت اور بدعت ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ ایک کے وجود پر دوسرے کی نفی لازمی آتی ہے۔

۱۴ - جو چیز سنّت کے خلاف ہے وہ شیطان کی پسندیدہ ہے۔

۱۵ - ہر ایک ایجاد کردہ امر بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

Marfat.com

۱۶ - بدعت سنّت کو اٹھا دیتی ہے اُس میں کسی بدعت کی کوئی تخصیص نہیں لہٰذا ہر بدعت یہی ہوگی۔

۲۹ صفر ۱۰۳۴ھ میں وفات پائی۔

تصانیف - مکتوباتِ شریف - مبداو معاد در معارف لدنیہ۔ وغیرہ۔

اولاد و خلفاء - سات صاحب زادے اور تین صاحبزادیاں تھیں۔ ان میں سے خواجہ سعید اور خواجہ محمدؐ معصوم سندِ ارشاد پر مہر و ماہ بن کر چکے ہیں۔ خلفاء گو بے شمار تھے۔ مگر ہندوستان بھر میں رشد و ہدایت کے لئے جو جماعت تیار کی تھی۔ اُن میں شیخ محمد طاہر لاہوری حضرت خواجہ میر محمد نعمان - بدر الدین - شیخ نور محمد پٹنی - شیخ حمید بنگالی - شیخ مزمّل - شیخ طاہر بدخشی - خاص طور قابلِ ذکر ہیں :-

قطعہ تاریخ ولادت و وفات :-

شیخ احمد شیخ دین احمدی - پیرِ دیں محبوب مقبول عظیم

شد میاں احمار رفیع المنزلت سرّا تولیدِ آں شیخ کریم
۹۷۱ھ

پیر سلطانِ الفِ ثانی بخواں سالِ وصلِ آں شہ جنّت مقیم
۱۰۳۴ھ

Marfat.com

حضرت شیخ محمد طاہر قادری نقشبندی مجددی لاہوری

۹۸۴ھ میں پیدا ہوئے۔ حضرت شاہ سکندر بن شاہ کمال کیتھلی قادری کے مرید تھے۔ پھر حضرت شیخ عبد الاحد والدِ بزرگوار حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی سرہندی کی صحبت میں رہے۔ ان کی وفات کے بعد حضرت مجدد کے ہم نشین و ہم صحبت رہے پھر انہی کے مرید ہو گئے۔ آپ کے فرزندوں شیخ محمد معصوم اور شیخ احمد سعید کے اتالیق رہے۔ اپنے وقت کے جید علماء اور مشاہیر صوفیا میں سے تھے۔ بے حد ریاضت و مجاہدہ کیا تھا۔ اپنے مرشد کے حکم سے لاہور آکر قیام پذیر ہو گئے تھے۔ کسی معاوضہ کے بغیر وعظ اور درس و تدریس کے فرائض سرانجام دیتے تھے۔ تاد مِ حیات علمی و دینی مشاغل میں مصروف رہے۔ کتب فقہ و حدیث و تفسیر اپنے قلم سے لکھتے محنت کرتے اور اس سے جو رزقِ حلال حاصل ہوتا اُسے صرف کرتے۔ اپنی ضروریات کے لئے ایک حبہ بھی کسی سے نہ لیتے تھے۔ ۱۰۴۰ھ میں وفات پائی۔ اتباع سنت اور دفع بدعت میں ممتاز درجہ رکھتے۔ سماع سے اجتناب اور غیر شرعی امور سے احتیاط کرتے۔ ایک دفعہ حضرت الیشان رح سے پوچھا گیا۔ کہ سماع کے متعلق آپ کا کیا فتویٰ ہے فرمایا

"مانہ ایں کار می کنیم و نہ انکار می کنیم"

Marfat.com

یعنی اگرچہ نقشبندیہ حضرات سماع نہیں سُنتے لیکن انکار بھی نہیں کرتے۔ حقیقت یہ ہے۔ جو شخص سماع سُننے کے لائق ہو اُس کو سماع سُننے کا حکم ہے۔ ورنہ حرام ہے۔ جس شخص کا خیال سماع کے وقت ذاتِ الٰہی پر جم جائے۔ اُس کے لئے مباح ہے۔ سُننے والا اگر فاجر ہو اور عشقِ غیر ذاتِ الٰہی میں گرفتار ہو۔ تو اس کے لئے حرام ہے۔ حضرت الیشان رح آپ کے ہمعصر تھے۔ اکثر مسائل میں آپ کے ساتھ مراسلات رہتے تھے۔ مزار گورستان میانی صاحب ہیں ہے۔ بے شمار طلبہ آپ کے حلقہ درس سے فیض یاب ہو کر نکلے۔ خلفا میں سے شیخ ابو محمد قادری نقشبندی۔ سید صوفی دہلوی۔ شیخ لکھن مست۔ جن کا مزار بیرون موری دروازہ ہے اور شیخ ابوالقاسم نقشبندی جن کا مزار جدہ میں ہے۔ زیادہ مشہور ہیں۔

قطعۂ تاریخ وفات

شیخِ پاکیزہ طاہر و اطہر ۔ رفت طاہر چو زیں جہاں بجناں
سالِ تاریخ شہ ذی جاہ ۔ خواجہ طاہر و مقدس خواں

اُردو

شیخ طاہر و باکباز و پاک دیں ۔ اوجِ عرفاں پر تھے مثل آفتاب
جب گئے دنیا سے سالِ خاتمہ ۔ ہو گیا روشن کہ روشن آفتاب

حضرت شیخ آدم بنوری نقشبندی مجددی قدس سرہٗ

قصبہ بنور جو مضافات سرہند سے ہے وہاں کے رہنے والے تھے۔ حسینی سیّد تھے۔ ابتدائی تعلیم و تربیت حضرت حاجی خضر[1] روغانی رحمۃ اللہ علیہ سے پائی تھی پھر اُن کی اجازت سے حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی سرہندی کی خدمت میں رہ کر علوم ظاہر و باطن کی تکمیل کی اتباعِ شریعت و دفعِ بدعت میں بدرجہ کمال استقامت رکھتے تھے۔ جامع شریعت و طریقت تھے ۱۰۵۲ھ میں لاہور تشریف لائے آپ کے ساتھ مریدین اور عقیدت مندوں کی ایک کثیر جماعت تھی۔ بعض مخالفین نے شاہ جہان کے کان بھرے کہ شیخ کے ساتھ ایک فوج عظیم ہے۔ اگر آمادہ بغاوت ہو جائیں تو سلطنت کے لئے خطرے کا باعث بن سکتے ہیں شاہ جہاں نے اپنے وزیر نواب سعد اللہ خاں کو حقیقت حال دریافت کرنے کے لئے بھیجا۔ وزیر موصوف خدمتِ شیخ میں حاضر ہوتے تو

---

[1] حضرت شیخ احمد مجدد سرہندی کے بزرگ ترین مرید و خلیفہ تھے مضافات سرہند کے ایک قصبہ بہلول پور کے رہنے والے تھے۔ حضرت مجدد کے والد گرامی سے بھی استفاضہ کیا تھا۔ زہد و عبادت و ذوق و شوق اور علم و فضل میں مقام بلند رکھتے تھے زیارت حرمین الشریفین و بیت المقدس سے بھی مشرف ہوئے تھے ۱۰۵۲ھ میں وفات پائی مزار قصبہ بہلول پور میں ہے۔

Marfat.com

آپ نے نہایت استغنا اور بیباکی کے ساتھ اُسے پند و نصائح کیں۔ ترک دُنیا اور ترکِ مال و جاہ و منصب کی تلقین کی۔ یہ باتیں نواب کی طبع پر گراں گذریں۔ واپس آکر اُنہیں خدشات کی تائید کی۔ شاہجہاں نے آپ کو حکم دیا کہ فوراً اپنے وطن تشریف لے جائیے۔ چنانچہ آپ دفعِ فساد کے پیشِ نظر وطن مراجعت فرما گئے اور وہاں سے حرمین الشریفین روانہ ہو گئے۔ مکہ معظمہ گئے۔ فریضۂ حج ادا کیا وہاں سے مدینہ منورہ گئے۔ زیارتِ روضۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے اور ۲۳ ماہِ شوال ۱۰۵۳ھ میں وفات پائی جنت البقیع میں روضۂ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دفن ہوئے۔ آپ کے حلقۂ تربیت سے بڑے بڑے علماء و صوفیا تربیت پاکر نکلے۔ مثلاً شیخ حامد لاہوری۔ شیخ نور احمد پشاوری۔ شیخ محمد سلطان پوری۔ میر سید علیم۔ شیخ سعدی بخاری۔ شیخ عبدالخالق حضوری مجددی خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں :-

قطعہ تاریخ وفات :-

چو کرد از عالمِ فانی سفر سوئے بقا آخر مثالِ گنج پنہاں گشت اندر زیرِ گل آدم

۱۰۵۳ھ   ۱۰۵۳ھ

بسالِ رحلت او حافظِ دیں کن رقم سرور دگر یا دہ شد از عالم محبِّ زندہ دلِ آدم

حضرت شیخ احمد سعید نقشبندی مجددی قدس سرہ

حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی کے فرزند دوم تھے۔ کمالاتِ ظاہر و باطن میں بے نظیر، زہد و تقویٰ اور عبادت و ریاضت میں فرید العصر اور علم و حلم میں وحید الدہر تھے۔ طریقت میں اپنے عظیم المرتبت والد کے مرید و خلیفہ تھے۔ حضرت شیخ محمد طاہر لاہوری سے بھی علم حاصل کیا تھا۔ حضرت خواجہ محمد باقی دہلوی کا ارشاد ہے کہ شیخ احمد سرہندی کے دونوں فرزند خواجہ احمد سعید اور خواجہ محمد معصوم بے بہا جواہر پارے ہیں۔ اور ایامِ خورد سالی ہی میں مقامِ احمدیہ پر پہنچ گئے ہیں۔ خواجہ ثناء اللہ پانی پتی نے فرمایا کہ خواجہ محمد سعید اور خواجہ محمد معصوم کارِ تجدید میں والد کے ساتھ شریک تھے۔ حضرت مجدد فرمایا کرتے تھے کہ میرا اور ان دونوں فرزندوں کا معاملہ صاحب شرح وقایہ جیسا ہے۔ ان کے دادا جس قدر وقایہ لکھتے تھے صاحب شرح وقایہ اُسی طرح یاد کرتے جاتے تھے۔ اسی طرح جس قدر حقائق و معارف مجھ پر منکشف ہوتے تھے میرے یہ بیٹے اُنہیں اخذ کرتے جاتے تھے۔ سرہند میں تمام عمر درس و تدریس اور ہدایتِ خلق میں گذاری تھی۔ ۱۰۷۰ھ میں وفات پائی۔

قطعۂ تاریخ وفات :-

باسعادت چوں سعید از دہر رفت۔ در جہاں ماتم شد و در خلد عید

جلوہ گر از طبع روشن وصلِ اوست۔ نیر روشن دلِ دیں سعید

۱۰۷۰ھ

Marfat.com

حضرت شیخ محمد معصوم نقشبندی مجددی سرہندی قدس سرہٗ

حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی کے تیسرے فرزند رشید تھے جامع معقول و منقول اور جامع فروع و اصول تھے۔ ۱۰۰۷ھ میں بمقام سرہند پیدا ہوئے۔ حضرت مجدد نے آپ کی ولادت پر فرمایا کہ ہمارے لئے بہت با برکت ثابت ہوئی۔ کیونکہ انہی دنوں میں حضرت خواجہ محمد باقی کی خدمت کی سعادت حاصل ہوئی۔ آپ اپنے اس فرزند کی ذہانت اور قابلیت کی بڑی تعریف فرمایا کرتے تھے کہ یہ لڑکا محمدی المشرب ہے۔ اکثر علوم دین اپنے والد ماجد سے حاصل کئے تھے۔ طریقت میں بھی اُنہی کے مرید و خلیفہ تھے۔ اپنے اتالیق حضرت شیخ محمد طاہر لاہوری سے بھی اخذ فیض کیا تھا سولہ سترہ برس کی عمر میں تحصیلِ علوم ظاہری سے فارغ ہو کر تحصیل حال میں مصروف ہو گئے تھے۔ ظاہر و باطن کی خوبیوں میں اپنے تمام بھائیوں سے سبقت لے گئے تھے۔ حضرت مجدد اپنے مریدوں کو تکمیل کے لئے آپ کے سپرد کر دیتے تھے۔ آپ نے انہیں نصیحت فرمائی تھی کہ خانقاہ کے بوریائے کہنہ کو تختِ شاہی سمجھنا اور اسی پر قناعت کرنا عافیت اسی میں ہے۔ مجالس اغنیا اور دربار سلطانی سے پرہیز کرنا۔ چنانچہ آپ نے تمام عمر اس پر عمل کیا۔ شاہ جہاں ہمیشہ آپ کی مصاحبت کا متمنی رہا۔ مگر آپ نے قبول نہ کیا۔ اورنگ زیب عالمگیر آپ سے انتہائی عقیدت و محبت رکھتا تھا اور پھر حلقۂ ارادت میں بھی داخل تھا مگر آپ

Marfat.com

ایک بار بھی اُس کے دربار میں نہیں گئے نہ اُس سے کوئی نذرانہ لیا اور نہ اُس کی کوئی جاگیر قبول کی۔ ایک خلقِ کثیر آپ کے علمی و روحانی فیوض و برکات سے بہرہ ور ہوئی۔ جب آپ زیارتِ حرمین الشریفین کے لئے تشریف لے گئے تو وہاں بھی بے شمار لوگ آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے۔ عراق و عجم، بخارا و کابل تک آپ کے مرید و خلفاء پھیلے ہوئے تھے۔ تمام عمر ترویجِ شریعت اور رفعِ بدعت میں مصروف رہے۔ ۱۰۸۰ھ میں وفات پائی۔ مزار سرہند میں زیارت گاہِ خلق ہے۔

اولاد - چھ صاحبزادے تھے (۱) خواجہ محمد صبغۃ اللہ (۲) خواجہ حجۃ اللہ (۳) خواجہ عبد اللہ (۴) خواجہ محمد اشرف (۵) خواجہ محمد صدیق (۶) شیخ خواجہ سیف الدین۔

خلفاء - خواجہ محمد حنیف کابلی۔ خواجہ عبد الاحد۔ خواجہ محمد صدیق پشاوری۔ خواجہ عبد الصمد۔ خواجہ اخوند موسیٰ زیادہ مشہور ہیں:۔

قطعۂ تاریخ ولادت و وفات:

مجددِ نقشبندِ نقشِ یزداں ۔ ولی معصوم عالی رتبہ مخدوم

۱۰۰۹ھ

پئے تولید آں شاہِ معلیٰ ۔ زدل شد یارِ حق مخدوم معصوم

۱۰۸۰ھ

نمودی غنی جو ارتحالش ۔ بفرما اہلِ حق مخدوم معصوم

Marfat.com

پیشوائے سلسلہ نقشبندیہ اور حضرت ایشان رح

اس سلسلہ کے امام اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
ہیں ۔ آپ سے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اخذِ
فیض حاصل کیا ۔ اور ان سے حضرت صدیق اکبر رض کے فرزند
ارشد حضرت امام قاسم رحمتہ اللہ علیہ نے فیوض و برکات حاصل
کئے اس طرح یہ سلسلہ حضرت بایزید بسطامی المتوفی ۲۶۱ھ
اور حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی المتوفی ۴۲۵ھ اور
دیگر بزرگوں سے گزرتا ہوا حضرت سید خواجہ بہاؤالدین نقشبند
قدس سرہ المتوفی ۷۹۱ھ تک منتہی ہوتا ہے ۔ آپ اس سلسلہ
کے بانی ہیں حضرت سید خواجہ میر کلال رحمتہ اللہ علیہ المتوفی
۷۷۲ھ کے نامور مرید و خلیفہ اعظم تھے ۔ اتباع کتاب و سنّت
میں بلند مقام رکھتے تھے ۔ اتّباع کتاب و سنّت اور سماع سے پرہیز
اس سلسلے کی امتیازی خصوصیات ہیں ۔ ان حضرات کے نزدیک مرشد
اپنے مریدوں اور عقیدت مندوں سے علیحدہ نہیں بیٹھتا بلکہ حلقہ
ذکر و فکر میں ان کے ساتھ شریک ہوتا ہے اور توجہ باطنی سے
ان کی رہنمائی کرتا ہے اور یہ کوشش کی جاتی ہے کہ مرید کے لئے
بیعت ایک نئی روحانی و اخلاقی زندگی کا باعث ہو ۔ حضرت
ایشان رح حلقہ ذکر و فکر میں اپنے عقیدت مندوں کے ساتھ شریک

Marfat.com

ہوتے۔ اور توجہ باطنی سے ان کی رہنمائی کرتے۔ گناہ سے عبادت کی طرف اور نفسانیت سے روحانیت کی طرف لانے میں بڑا مرتبہ حاصل تھا۔ اس سلسلے کی نمایاں خصوصیات علوم قرآن وحدیث کی ترویج۔ اشاعت دین۔ اسلام۔ احکام شریعت کا اتباع۔ ریاضت ومجاہدہ۔ مراقبہ اور ذکر وفکر۔ سماع سے اجتناب غیر شرعی امور سے احتیاط، جوش تبلیغ اعلاء کلمۃ الحق ہیں۔ جس کے آپ عامل تھے اور دوسروں کو پابندی سے عمل کرنے کی تلقین کراتے۔ اب ہم اس سلسلے کے چند پیشواؤں کے حالات درج کرتے ہیں:۔

حضرت شیخ بایزید بسطامی قدس سرہ

اسم گرامی طیفور بن عیسیٰ بن آدم اور لقب سلطان العارفین تھا۔ جد امجد آتش پرست تھے۔ مگر آخر میں مشرف بہ اسلام ہو گئے تھے۔ اصل وطن بسطام تھے۔ نہایت زاہد وعابد اور متقی وپرہیزگار تھے۔ اتباع سنت میں اپنے تمام معاصرین میں ممتاز تھے۔ اپنے وقت کے اکابر صوفیا صلحا وعلماء سے اخذ فیض کیا تھا۔ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی نے آپ کے حق میں فرمایا تھا کہ بایزید ہم میں اس طرح ہیں جس طرح فرشتوں میں جبرئیل۔ آپ سے کسی نے پوچھا سنت کس کو کہتے ہیں اور فرض کیا چیز ہے۔

Marfat.com

فرمایا "سنت ترکِ دنیا کا نام ہے اور فرض خدا کی محبت کو کہتے ہیں" فرمایا مجھے کرم چاہیئے کرامت نہیں چاہیئے "عارف وہ ہے جو بجز وصل و دیدارِ الٰہی کے اور کسی چیز پر رضامند نہ ہو" آپ کا فرمان ہے "نیکوں کی صحبت نیک کام کرنے سے بدرجہا بہتر ہے اور بُروں کی صحبت بُرے کام کرنے سے زیادہ نقصان دہ اور مہلک ہے"

طریقۂ طیفوریہ آپ ہی کی طرف منسوب ہے اس فرقہ کی بنیاد سُکر و غلبۂ محبت پر ہے یعنی یہ لوگ ہمیشہ نشۂ الٰہی میں سرشار و سرمست رہتے ہیں۔ چنانچہ ایک مرتبہ حالتِ سُکر و مستی میں "سبحانی اعظم شانی" زبان سے نکل گیا۔ جب حالتِ صحو میں آئے مریدوں نے اس کلمہ کی آپ کو اطلاع دی۔ فرمایا "پھر سنو تو مجھے قتل کر دینا" اتفاقاً ایک روز پھر یہی کلمہ آپ کی زبان سے نکل گیا۔ مریدوں نے حسبِ ارشاد ہر طرف سے آپ پر تلوار چلا کر وار کئے مگر کوئی وار آپ پر کارگر نہ ہوا۔ جب ہوش میں آئے تو مریدوں نے تمام ماجرا بیان کیا۔ فرمایا "بایزید یہ ہے جو اس وقت تم سے ہمکلام ہے اور وہ شخص جو یہ کلمہ زبان پر لایا بایزید نہ تھا" ۱۵ شعبان ۲۶۱ھ میں وفات پائی۔

قطبِ دو عالم ۲۶۱ھ - آپ کی تاریخ وفات ہے۔ مزار بسطام میں ہے۔

Marfat.com

حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ

علی بن جعفر نام۔ قزوین کے موضع خرقان کے رہنے والے تھے۔ حضرت شیخ بایزید بسطامی سے تصوف وطریقت میں نسبت ہے۔ اپنے زمانے کے عظیم المرتبت شیخ تھے۔ راہِ سلوک میں بھی حضرت بایزید ہی سے روحانی فیض حاصل تھا۔ جامع علوم شریعت وطریقت تھے۔ ریاضت وعبادت اور فقر وتوکل میں بے نظیر تھے۔ ایک دن اپنے دوستوں سے پوچھا کون سی چیز سب سے افضل ہے۔ انہوں نے کہا آپ ہی فرمائیے۔ کہا ولی وہ ہے جس کے دل میں ہر وقت اُسی کی یاد ہو۔

ایک دفعہ سلطان محمود غزنوی بہ تبدیلیٔ لباس آپ کی ملاقات کو گیا۔ اپنا لباس اپنے غلام ایاز کو پہنایا اور اس کا لباس خود پہنا۔ نیز چند کنیزوں کو بھی مردانہ لباس زیب تن کرا کر اپنے ہمراہ لیا۔ خرقان پہنچ کر خانقاہ شیخ میں حاضر ہوا۔ آداب و سلام بجالایا لیکن شیخ نے کچھ توجہ نہ دی۔ آگے بڑھ کر عرض کی بادشاہِ اسلام آپ کے پاس آیا ہے۔ آپ نے نہ تو اس کے سلام کا جواب دیا ہے نہ تعظیم بجا لاتے ہیں۔ شیخ نے تبسم ہو کر کہا تم میں سے بادشاہ کون ہے مجھے اس کا نشان دو۔ پھر خود ہی محمود کا ہاتھ پکڑ کر اُسے اپنے سامنے بٹھا لیا۔ فرمایا یہ کیا

Marfat.com

مکروفریب کا جال بچھایا ہے ان نامحرم عورتوں کو جنہیں تو مردانہ لباس پہنا کر اپنے ساتھ لایا ہے انہیں باہر نکال۔ سلطان نے سب کو باہر نکل جانے کا حکم دیا۔

محمود نے کہا مجھے نصیحت فرمایئے۔ ارشاد کیا خدا اور رسولؐ کے فرمان کو بجا لاؤ۔ تو خاکی ہے اپنے اصل کی طرح رجوع کر ایسا نہ ہو کہ آگ میں گرفتار ہو جائے۔ اپنے ہر سانس کو اپنا آخری سانس سمجھو۔ محمود نے کہا بسروچشم۔ عرض کی میرے حق میں دعا کیجئے۔ فرمایا۔ میں ہر مسلمان کا دعاگو ہوں اس میں تو بھی شامل ہے۔ اے محمود اپنی عاقبت کو محمود بنا۔ سلطان پر گریہ طاری ہو گیا بصد عجز و نیاز اشرفیوں کا توڑا نذر گزرانا۔ شیخ نے خشک نانِ جویں پیش کی اور حکم دیا کہ اسے کھاؤ۔ محمود نے حسبِ ارشاد لقمہ منہ میں ڈالا مگر نگل نہ سکا۔ شیخ نے فرمایا اسی طرح یہ مال میرے لئے بیکار ہے اسے اٹھا لو۔ محمود نے اشرفیوں کا وہ توڑا آپ کے سامنے سے ہٹا لیا۔ درخواست کی مجھے کچھ اپنی یادگار عنایت کیجئے۔ شیخ نے اپنا خرقہ اُتار کر عطا فرمایا اور رخصت کیا۔ اُنہی ایام میں سلطان کو مہم سومنات پر روانہ ہونا تھا۔ تھوڑے دنوں کے بعد سومنات پر حملہ آور ہوا۔ گھمسان کا رن پڑا۔ محمود کو اپنا لشکر مغلوب ہوتا نظر آیا۔ فوراً گھوڑے سے اترا۔ شیخ کا خرقہ سامنے رکھ کر حضورِ

Marfat.com

خداوندی میں فتح و نصرت کی دعا مانگی۔ اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی۔
اور سلطان کو فتح عظیم حاصل ہوئی۔ اُسی رات سلطان نے
شیخ کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں محمود تو نے میرے خرقہ
کی آبرو کو برباد کر دیا۔ اگر اُس وقت دعا کرتا کہ تمام اہلِ ہند
داخلِ اسلام ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا۔ ایک رات
حاضرین مجلس سے فرمایا فلاں بیابان میں رہزنوں نے ایک
قافلے پر حملہ کر کے اہلِ قافلہ کو قتل کر دیا ہے اور اُن کا مال و متاع
لوٹ لیا ہے۔ جب اس حال کی تحقیق کی گئی تو یہ درست نکلا۔
اتفاقاً اُسی رات دشمنوں نے فرزندِ شیخ کو قتل کر ڈالا اور اُس
کا سر دروازہ میں رکھ کر فرار ہو گئے۔ صبح یہ واقعہ معلوم ہوا۔
شیخ کی بیوی نے کہا سبحان اللہ کیا کشف و کرامت ہے۔
بیابان میں تو قافلے کے قتل و غارت کا حال معلوم ہو گیا۔ مگر
بیٹے کا انکشافِ حال نہ ہوا۔ فرمایا قافلے کی غارت گری کے
وقت میرے دل کی آنکھ سے پردے اُٹھے ہوئے تھے اور
قتلِ فرزند کے وقت میرے دل کی آنکھ پر پردے پڑے ہوئے
تھے۔ اور یہ بات "لی مع اللہ وقت" کی تصدیق کرتی ہے۔
۴۲۵ھ میں وفات پائی۔ مزار خرقان میں ہے۔
قطعۂ تاریخ وفات:-

بوالحسن محسن ولی اہل حسن ۔ یافت چوں از ہر در جنت مکاں
سالِ وصلش بوالحسن صدیقِ دیں ۴۲۵ھ ۔ مے شود از غامہٗ سر ق عیاں

حضرت شیخ ابو علی فارندی قدس سرہ

فضیل بن محمد نام ۔ فارند کے رہنے والے تھے جو مضافاتِ طوس میں ایک قریہ ہے ۔ خراساں کے شیخ الشیوخ اور یگانۂ روزگار تھے ۔ امام قشیری کے شاگرد اور شیخ ابوالقاسم گرگانی کے مرید تھے ۔ شیخ ابوسعید ابوالخیر سے بھی ملاقات و صحبت کا شرف حاصل تھا ۔ ۴۷۷ھ میں وفات پائی مزار طوس میں واقع ہے ۔

یہ بزرگانِ نقشبند کی زندگی کا مختصر خاکہ ہے ۔ جو ناظرین کے پیشِ خدمت ہے ۔ ورنہ سفینہ چاہیے ۔ اس بحرِ بیکراں کے لئے ۔ والسلام

خاکسار

میاں حسن اخلاق احمد ناشر باغ لاہور

نوٹ :- حالاتِ زندگی حضرت سید میر جان عنقریب شائع کئے جائیں گے انتظار فرمائیں ۔

Marfat.com

بوالحسن محسن ولی اہل حسن ۔ یافت چوں از ہر در جنت مکاں
سالِ وصلش بوالحسن صدیقِ دیں ۴۲۵ھ ۔ مے شود از غامہ سر وعیاں

حضرت شیخ ابو علی فارندی قدس سرہ

فضیل بن محمد نام ۔ فارند کے رہنے والے تھے جو مضافاتِ طوس میں ایک قریہ ہے ۔ خراسان کے شیخ الشیوخ اور یگانۂ روزگار تھے ۔ امام قشیری کے شاگرد اور شیخ ابوالقاسم گرگانی کے مرید تھے ۔ شیخ ابوسعید ابوالخیر سے بھی ملاقات و صحبت کا شرف حاصل تھا ۔ ۴۷۷ھ میں وفات پائی مزار طوس میں واقع ہے ۔

یہ بزرگانِ نقشبند کی زندگی کا مختصر خاکہ ہے ۔ جو ناظرین کے پیشِ خدمت ہے ۔ ورنہ سفینہ چاہیے ۔ اس بحرِ بیکراں کے لئے ۔ والسلام

خاکسار

میاں اخلاق احمد ناشر باغ لاہور

نوٹ :- حالاتِ زندگی حضرت سید میر جان عنقریب شائع کئے جائیں گے انتظار فرمائیں ۔

Marfat.com